ماہنامہ

الحقیقہ

پاکستان

مارچ 2006ء



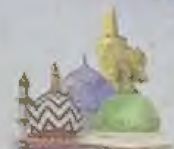
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۞

دنیا والے سن لیں
اور خوب سن لیں!
اللہ عزوجل کے دشمن اور باغی نیست و نابود
ہو جائیں گے محبوب خدا ﷺ کی عظمتوں کا ڈنکا
بجایا جائے گا۔ قرآن معظم و مقدس کے
مقابلے میں سب آوازیں دبنے
کو ہیں اسلام کا آفتاب پوری
آب و تاب سے چمکتا جائے گا۔ یہ
ایک خواب نہیں حقیقت ہے
اور انشاء اللہ دنیا چند روز تک اپنی
آنکھ سے دیکھ لے گی

الحمد للہ!

محبوب خدا ﷺ کی اُمت بیدار ہو چکی ہے





توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

مسلکِ مجدد

حقیقتِ بابیت و بہائیت

قادیانی نواز..... اسلام کا موذی دشمن

نعت شریف

جس سے روشن ہے سب محفلِ کن فکاں   اپنے رب کا وہ نور آپ ہیں آپ ہیں

محفلِ حشر میں آپ جب آئیں گے   وہ بھی ڈھل جائے گی محفلِ نعت میں

کوئی سمجھے نہ سمجھے مگر بالیقیں   آقا وجہِ نشور آپ ہیں آپ ہیں

جب قدم رنجہ فرمائیں گے شاہِ دیں   گونج اٹھے گی فردوس کی سر زمیں

آپ کی مملکت ہے یہ خلدِ بریں   شاہِ حور و قصور آپ ہیں آپ ہیں

اصلِ دینِ مبیں، روحِ شرعِ متیں   خاتم المرسلیں ، سید العلمیں

عظمتوں کے امیں، لامکاں کے مکیں   اے حبیبِ غفور آپ ہیں آپ ہیں

زندگی کے وہ سخت آتشیں مرحلے   توبہ وہ تلخیاں ، توبہ وہ حادثے

نامِ نامی لیا ، غم غلط ہو گئے   اصلِ کیف و سرور آپ ہیں آپ ہیں

از طفیلِ بلال و خبیب اے نبی   بخشئے کچھ نہ کچھ عشق کی چاشنی

فکرِ سود و زیاں سے بچا لیجئے   میرے داتا حضور آپ ہیں آپ ہیں

لب کشائی پہ ہے پہرہ کتنا کڑا   شیخ کا صدقہ پھر بھی ہے نغمہ سرا

آسی کہتا ہے ہر ایک چھوٹا بڑا   اس کے سر پر ضرور آپ ہیں آپ ہیں

﴿ پروفیسر محمد حسین آسی ﴾

يا ايها النبي جاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم

اے نبی! جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو (التوبہ)

خلیفۂ دین حق کی عظیم تحریک شیرانِ اسلام کا ترجمان

ماہنامہ پاکستان کا

مجلہ الحقیقہ

صفر المظفر ۱۴۲۷ھ مارچ 2006 جلد نمبر 6 شمارہ نمبر 6

سرپرست

مفکر اسلام حضرت علامہ نقشبندی قادری

مولانا پروفیسر محمد حسین آسی

مدیر اعلیٰ: شجاعت علی مجاہد

مدیر: افتخار احمد ممنون

نقشبندی شمس الدین

فہرست

زرِ تعاون

پاکستان (فی پرچہ) 15 روپے سالانہ بذریعہ ڈاک -/150

	فی پرچہ	سالانہ چندہ
یورپ	1 پونڈ	10 پونڈ
یو ایس اے	1.5 ڈالر	15 ڈالر
عرب ممالک	3 ریال	30 ریال

رابطہ: صوفی محمد آصف نقشبندی، انچارج دفتر الحقیقہ نقش لاثانی نگر شرقپور

پبلشر: پروفیسر محمد حسین آسی نے احمد دین پرنٹرز داتا مارکیٹ لاہور سے چھپوا کر مرکزی دفتر مجلہ الحقیقہ نقش لاثانی نگر شرقپور، فون نمبر: 461734 (نارووال) سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

یونس - ۶۲

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمة الحقیقه — اداریہ

الحمد للہ! محبوب خدا علیہ التحیۃ والثنا کی امت بیدار ہو رہی ہے

سرپرست اعلیٰ کے قلم سے

اس میں کیا شک ہے شیطان اینڈ کمپنی نے ظلم و ستم کی انتہا کر دی اور مختلف سازشوں، منصوبوں، ہتھکنڈوں اور بہانوں سے اللہ جل شانہ کے حبیب اکرم و اعظم و اکرم ﷺ کی شمع محبت کی بزعم خود شاید آخری لو امت کے دلوں سے بجھانے کی کوشش کی۔ اس کے کارندے مسلمان حکمران اور ان کے ہمنوا بھی ایسی ہی مساعی ناپاک میں ایک عرصے سے جتے ہوئے ہیں اور بظاہر یہ صورت نظر آتی تھی کہ شاید ملت اسلامیہ کے بیدار ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ فرزندان اسلام کی اس اجتماعی غفلت جس سے اہل ایمان سخت حیران و پریشان تھے، حزب الشیطٰن (یعنی شیطان کی پارٹی) کی بڑی حوصلہ افزائی ہو رہی تھی چنانچہ شیطان کے وہ سپوت جو دوسروں سے زیادہ ہی بیباک و بے حیا تھے، اپنی پوری بے حیائی کا پورا ثبوت دینے پر اتر آئے۔ انہیں میں ڈنمارک کے ایک ناپاک اخبار کا وہ ناپاک ایڈیٹر تھا جس نے انتہائی شیطنت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسی حرکت کی جس کا ذکر کرتے بھی کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ شیطان اور اس کی ساری اولاد کو اطمینان تھا کہ کوئی نوٹس نہیں لے گا کہ نوٹس لینے والے گہری نیند سوئے ہوئے ہیں۔ مسلمان حکمران بھی اسلام سے مخلص نہیں۔ خود پاکستان جو غیرت عشق رسول ﷺ ہی کے نتیجے میں معرض وجود میں آیا تھا، بے غیرت و بے دین حکمرانوں کے زیر تسلط ہے، ڈنمارک میں یہ شیطانی کارروائی ہوئی تو پاکستان کے شیطنت نواز اور شیطان پرست حاکموں کے کان پر کوئی جوں نہیں رینگی۔ ڈنمارک سے دہانا روے تک ﷺ کی گستاخی کا بدنصیب مدرسا روے میں بھی آتا جاتا رہا۔ کم و بیش دوسرے بہت سے مسلمان ملکوں کا رویہ بھی ایسا ہی رہا مگر شیر کتنا بھی غافل ہو، پھر بھی شیر ہی ہوتا ہے۔ الحمد للہ مسلمان اچانک جاگ پڑا اگر خدانخواستہ اب بھی نہ جاگتا تو پھر کب جاگتا۔ یہ تو اس کا آخری امتحان تھا۔ یہ تو بدترین اور شدید ترین شیطانی ضرب تھی، ایسی ضرب تو ابوجہل و ابولہب بھی نہیں سوچ سکتے تھے۔ بہر حال مسلمان بیدار ہو گیا اور پاکستان میں ہوا، انڈیا میں ہوا، افغانستان میں ہوا، لیبیا میں ہوا بلکہ ہر کہیں ہوا۔ دیار و امصار مسلمانوں کی جذباتی شدت سے تھرا گئے اور دور و نزدیک عشق کی روشنی پھیل گئی۔ پیر و جوان، مرد و زن، امیر و غریب سب نے اپنے اپنے عشق کا مظاہرہ کیا اور سب نے بیک آواز ہو کر یہ اعلان کر دیا کہ ہم اپنے

نبی رحمت ﷺ پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں۔ کوئی انہیں روک نہیں سکتا کوئی انہیں ٹوک نہیں سکتا۔ گویا ہر ایک کی زبان پر حضرت سید ہجویری علیہ الرحمۃ کا یہی ترانہ تھا

ایک بیداری نہیں چاہ مرنے کیلئے !

تیرے کوچے میں ہے جو جاناں کفن بردوش ہے

حقیقت یہ ہے کہ فرزندان اسلام نے غیرت عشق کا مظاہرہ کر کے ثابت کر دیا ہے کہ ابھی ملت زندہ ہے اور ہر قسم کے خوف و خطر سے بے نیاز ہو کر اپنے آقا و مولا، ملجا و ماویٰ، محسن و مربی، مرشد و ہادی، سرور کونین، سید الثقلین، مخزن جود و سخی، تاجدار انبیاء، سید المرسلین، خاتم النبیین حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر اپنی متاع حیات قربان کرنے کو تیار ہے، اور بصد عجز و نیاز، بصد خضوع و خشوع، بصد ادب و احترام عرض گزار ہے

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا!

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

مشرف کم بخت کرسی صدارت پر قابض ہو، پرویز سنگھ نے وزارت علیا کا قلمدان سنبھالا ہو، اور پھر داتا کی نگری (لاہور) میں ۱۴ فروری کا ناموس رسالت کیلئے اتنا بڑا جلوس جس کی ماضی میں مثال ہی نہیں ملتی۔ یقیناً یہ اللہ جل مجدہ کے فضل و کرم، حضور پر نور ﷺ کی بابرکت توجہ اور حضور داتا صاحب گنج بخش رضی اللہ عنہ کے اپنے تصرف کا نتیجہ ہے۔ مسلمان ایک عرصے سے ذلیل و خوار ہوتے جا رہے تھے، شیطنت انتہائی پستیوں تک پہنچ گئی تھی۔ اب دنیا کی بقا کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمان پھر بیدار ہوں اور زمانے کو شیطانوں کی دستبرد سے بچا لیں۔ واقعی شیطنت نے تو اپنی طرف سے شدید ترین ضرب لگائی تھی، مگر الحمد للہ عالم اسلام بیدار ہو گیا۔

بیداری کے مختلف مظاہر ملاحظہ فرمایئے

۱۔ سینے پر گولی مار دو: توہین آمیز خاکوں کے خلاف احتجاج کے دوران جب پنجاب یونیورسٹی لاہور کے طلبہ پر پولیس نے لاٹھی چارج شروع کیا تو بے شمار طلبہ اپنی قمیصیں اتار کر ان کو للکارتے ہوئے آگے کہا کہ آؤ ہمارے سینے پر گولی مارو کیونکہ اس ایشو پر ہم جان بھی دے سکتے ہیں۔ احتجاج کے دوران طلبہ کا ذوق دیدنی تھا۔ (نوائے وقت ۱۶ فروری ۲۰۰۶ء)

یہ جان بھی تھوڑی ہی ﷺ کے طفیل ہے!

اس جان کو حضور ﷺ کا صدقہ اتار دو

۲۔ اور جان قربان کر دی: توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے بعد پنجاب یونیورسٹی لاہور میں احتجاج کے دوران ضلع گجرات کے باسی ۲۲ سالہ نوجوان محمد رضوان نے ناموس رسالت ﷺ کی خاطر نذرانہ پیش کر دیا۔ محمد رضوان پولیس کی گولی سے شہید ہو گیا۔ (نوائے وقت ۱۶ فروری ۲۰۰۶ء)

۳۔ ماں کے تاثرات: توہین آمیز خاکوں کے خلاف احتجاج کے دوران سرگودھا میں پولیس کی شیلنگ سے دو سالہ بچہ دانش شہید ہو گیا تو خوش نصیب بیٹے کی خوش نصیب ماں نے اپنی خوش نصیبی کا اظہار و اعلان کرتے ہوئے کہا،

میرا بیٹا (دانش) ناموس رسالت ﷺ پر قربان ہو گیا۔ کاش میں بھی بچے کے ساتھ مرجاتی اور (انشاءاللہ) اپنے تمام بیٹے ناموس رسالت (ﷺ) پر قربان کردوں گی۔ (روزنامہ نوائے وقت ۱۸ فروری ۲۰۰۶)

۴۔ **بھارتی وزیر کا اعلان عشق**: اتر پردیش (انڈیا) کے وزیر حاجی یعقوب علی نے میرٹھ میں تحفظ ناموس رسالت کی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا (ڈنمارک کا) کارٹونسٹ واجب القتل ہے اسے قتل کرنے والے کو ۵۱ کروڑ روپے انعام دیا جائے گا۔

بی بی سی ہندی سروس سے بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے خاکوں کی اشاعت پر احتجاج کرنے والے میرٹھ کے عوام نے خود یہ رقم اکٹھی کرنے کی پیشکش کی ہے۔ حاجی یعقوب علی نے مسلمانوں پر زور دیا کہ احتجاج میں شامل ہو کر اسلام سے اپنی وابستگی کا ثبوت دیں۔ احتجاجی ریلی کے موقع پر میرٹھ میں شٹر ڈاؤن ہڑتال ہوئی۔ اس موقع پر مقررین نے ڈنمارک کی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ معافی مانگے۔ مقررین نے مرکزی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ ڈنمارک سے سفارتی تعلقات منقطع کرلے۔ (روزنامہ نوائے وقت ۱۹ فروری ۲۰۰۶)

یہ ہے انڈیا کا ایک صوبائی وزیر اور اس سے پہلے آپ نے دیکھا پاکستان پولیس کا حال جس سے اہل اسلام، عاشقان رسول، طلبہ و اراکین غیرت و حمیت کے سینے چھلنی ہو رہے ہیں۔ حقیقت ہے کہ جس امر سے اسلام کو نقصان پہنچے وہ کفر کیلئے مفید سمجھا جاتا ہے۔ جس بات سے رب قہار کا غضب جوش میں آئے، وہ شیطان کے دل کی ٹھنڈک ہے۔ ڈنمارک میں جو کچھ ہوا اس سے شیطان اور اس کا ہر نمائندہ خوش ہے اور اس کے خلاف اہل ایمان نے جو ایمان و عشق کا مظاہرہ کیا، وہ ہر شیطان کیلئے سوہان روح ہے۔ حکومت پاکستان کو تشبیہ دوں تو کس سے؟ بار بار یوں لگتا ہے جیسے یزید پلید کی حکومت ہو اور پنجاب پر عبیداللہ بن زیاد مسلط ہو اور اس کی پولیس شمر اور ابن سعد کے وارثوں پر مشتمل ہے۔ کس قدر افسوسناک ہے یہ بات شیطانوں کے خلاف نکالے ہوئے جلوس پر پاکستان، ہاں قائداعظم علیہ الرحمۃ کے پاکستان کی پولیس گولیاں چلائے اور اہل ایمان کو شہید کرے اور بے تحاشا لاہور کی گلیوں میں گھیر کر لاٹھی چارج کرے، یہ ایک مقدس جلوس تھا اس کا روکنا شیطان اور اس کے ساتھیوں کو بہت ضروری تھا۔ اس کیلئے شیطانوں نے یہ طے کیا کہ کچھ شیطان جلوس کے آگے پیچھے رہ کر اس کے تقدس کو پامال کریں اور دوسرے شیطان بعد میں امن و قانون کا نام لے کر بدترین ظلم جو کر سکتے ہیں کریں، چنانچہ روزنامہ نوائے وقت کی اس خبر سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔

"کالی قمیض جین کی پینٹ پہنے لمبے لمبے بالوں والا نوجوان کون تھا"

لاہور (خصوصی رپورٹ) کالی قمیض اور جین کی پینٹ پہنے لمبے لمبے بالوں والا پراسرار نوجوان کون تھا جس نے شاہراہ قائداعظم پر الفلاح بلڈنگ میں قائم سٹی بینک اور یونائیٹڈ بینک میں ڈنڈے سے توڑ پھوڑ کی اور الفلاح بلڈنگ کے سامنے کھڑی گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کو توڑنے کے بعد ایک گاڑی اور دو موٹر سائیکلوں کو آگ لگادی۔ اس پراسرار نوجوان کی معاونت پانچ چھ افراد کی ایک ٹولی کر رہی تھی۔ یہ نوجوان اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مسلسل چالیس منٹ تک تخریبی کارروائی کرتا رہا اور پولیس دور کھڑی تماشائی بن کر اس صورت حال کا نظارہ کرتی رہی۔ دلچسپ بات یہ ہے جس وقت الفلاح بلڈنگ کے سامنے یہ کارروائی

ہوتی رہی، اس وقت تک ریلی ہائی کورٹ چوک تک بھی نہیں پہنچی تھی۔ (روزنامہ نوائے وقت ۱۵ فروری ۲۰۰۶)

توڑ پھوڑ جاری ہے اور تقریباً پون گھنٹہ جاری رہی اور پولیس کے سامنے جاری رہی، مگر کسی کو امن و امان برقرار رکھنے کی ذمہ داری کا احساس نہ ہوا اور جب مکمل ختم ہو گیا تو دھر لئے گئے جامعہ نعیمیہ اور جامعہ نظامیہ کے لائق صد احترام اساتذہ کرام اور اسلام کے شیر دل سپوت یعنی ان مقدس درسگاہوں کے طلاب ذی مقام۔ کیا خبر پولیس نے اور کہاں کہاں ایسی کارروائی کرائی ہو، کہتے ہیں ایک گرلز سکول پر کچھ غنڈوں نے حملہ کیا اور افسوسناک واردات رونما ہوئی۔ ایمانداری سے سوچئے جو اہل عشق اپنے نبی کریم رؤف و رحیم و دریتیم علیہ التحیۃ والثناء سے عہد وفا باندھے سڑکوں پر نکلے تھے ان سے یہ توقع کیونکر ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے اس مقدس جلوس کے تقدس کو پامال کریں۔ یہ تو گوردواروں کے معمار پرویز سنگھ اور اس کی تربیت یافتہ شہری پولیس ہی سے ممکن ہے اور سوچا آپ نے؟ بعد میں اپنا الزام دوسروں پر دھرنا بھی اس حد تک اسی سے ممکن ہے۔ شیطان نے اپنے گمراہ ہونے کا الزام (بما اغویتنی) کہہ کر خدا پر لگایا تھا، پناہ بخدا اور پرویز پولیس نے ان پر جنہیں اس کی خبر تک نہیں۔ اس وقت گویا پنجاب پر تین 'پ' مسلط ہیں پرویز، سنگھ، پولیس، پاپ۔ دیکھو انہوں نے یزیدی انداز میں کیسا محرم منایا۔

شکرگڑھ کی پرویز پولیس: ۱۵ فروری کو یہاں شکرگڑھ شہر اور علاقے میں مختلف تنظیموں کی طرف سے حرمت ناموس رسالت کیلئے ایک عظیم الشان جلوس کا اہتمام کیا گیا خدا کا شکر ہے اس میں شیران اسلام (شکرگڑھ) کی کارکردگی نہایت ایمان افروز اور لائق تحسین تھی۔ نوجوان مسجد نور سے نکلے، چوک میں پہنچے اور گورنمنٹ کالج کے سامنے جلوہ آرا ہوئے۔ اس دوران انہوں نے جو کچھ بھی کیا، جلوس کے تقدس کو ملحوظ رکھ کر کیا اور اس پر ایک زمانہ گواہ ہے مگر پرویز پولیس چونکہ حرمت ناموس رسالت پر ایمان نہیں رکھتی اور تقدس۔ ناموس رسالت کو برداشت نہیں کرتی لہذا گرفتار انہیں کو کیا جو اپنے نبی کریم اکرم ﷺ سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کر رہے تھے۔

گرفتاری کا شرف حاصل کرنے والے نوجوانوں کو یہاں حوالات میں رکھ کر کچھ دنوں کے بعد گوجرانوالہ پیش کر کے سیالکوٹ جیل میں مقید رکھا تھا۔ فقیر اپنی نقاہت کے باوجود ان کی رخصت ہونے سے پہلے حوالات کے دروازے پر ممنون (ایڈیٹر) کے ساتھ موٹر سائیکل پر ان کی زیارت کو حاضر ہوا، تو بحمد اللہ تعالیٰ و بکرم المصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سب ہشاش بشاش اور متبسم تھے۔ کسی کے ماتھے پر بھی افسوس پژمردگی اور شکستگی کے آثار نہیں تھے۔ میں زیادہ ٹھہر نہیں سکتا تھا اور پولیس والوں کو پیار کیلئے کرسی وغیرہ باعث عار تھا، واپس سدھار گیا۔ اور میں نے سنا کہ یہ نوجوان بازار میں نعرے لگاتے ہوئے نعتیں پڑھتے ہوئے اور لوگوں کے ایمان کو تازہ کرتے ہوئے گزرے ہیں۔

چند روز بعد پھر ان کی زیارت کے شوق نے بیتاب کیا تو سیالکوٹ جیل میں ان کے جذبہ شوق کا یہی عالم تھا۔ ہمارے نوجوانوں نے وہاں امامتیں کیں، درس دیے، روزانہ تین تین بار محافل میلاد کا انعقاد کیا۔ بہت سے دوسرے قیدی ان کے عاشقانہ کردار سے متاثر ہوئے۔ الحمد للہ، چوہدری امیر افضل صاحب (ایڈووکیٹ) کاموکے چوہدری محمد عالم صاحب (شکرگڑھ) چوہدری گلزار احمد صاحب (ایس ڈی او) چوہدری وقار احمد صاحب (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ) چوہدری گلزار احمد صاحب (صدر کونسل بار شکرگڑھ) چوہدری ناصر گوری صاحب (ایڈووکیٹ) عرفان سعید چوہدری (ایڈووکیٹ)، رانا احسان الحق (ایڈووکیٹ) کی مخلصانہ معاونت سے سب نوجوان اپنا عشق سلامت لے کر اپنے اپنے گھر پہنچ گئے ہیں۔

﴿ان خوش نصیب نوجوانوں کے نام یہ ہیں﴾

حافظ محمد اظہر، حافظ محمد اعجاز، محمد فاروق، عبد الرحمن خاکی، محمد مقصود، محمد نعیم، محمد اشفاق، قمر الزمان ناظر، محمد قاسم، محمد طاہر، احسان الٰہی، محمد ارشد، غلام فرید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام اور شیطان کے سپوت

قسط: 18

تحریر
مولانا حکیم محمد حسین آسی

اسلام اپنے خالق حقیقی کے حضور سر تسلیم و رضا خم کرنے کا نام ہے اور یہی چیز اصل امن و سلامتی ہے۔ شیطان تمرد و غرور، حسد و بغض کا پیکر قبیح ہے۔ وہ اللہ کے حضور تو ممکن ہے سر خم کرے لیکر اس کے حکم پر بھی اس کے خلیفہ معظم کے حضور جھکنا برداشت نہیں کرتا۔ چنانچہ سب آسمانی کتابیں شاہد ہیں کہ شیطان نے خداوند بزرگ و برتر کو خدا مان کر بھی اور اس کے حکم کو اس کا حکم جان کر بھی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تو مردود ٹھہرایا گیا۔ شیطان تھا، اس نے لعنتوں کے ہزاروں لاکھوں طوق قبول کر لئے مگر ضد سے باز نہ آیا۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ مطہرہ حضرت حوا علیہا السلام دنیا میں تشریف لا کر یہاں سے کوچ بھی فرما گئے مگر شیطان کی شیطانی کارروائی میں فرق نہ آیا بلکہ حضور آدم علیہ السلام کے ہاں سلسلہ اولاد کا آغاز ہو گیا تو میدان تضلیل وسیع ہونے لگا۔

مختلف ادوار میں لاکھوں کروڑوں لوگوں کو اس نے اپنے جال میں پھنسا لیا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے بہت سے قریبی رشتہ دار بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکے۔ حتیٰ کہ بعض حضرات علیہم السلام کی بعض بیویاں اور بعض بچے بھی اس کی پارٹی میں شامل ہو گئے۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو عام انسانوں جیسا سمجھنا، ان کی اطاعت سے روکنا، ان کے خداداد فضائل و کمالات سے انکار کرنا اور کرانا اس گروہ شیطانی کے نمایاں اوصاف رہے، حتیٰ کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے ان کے منہ مانگے معجزات دکھا دیئے تو بھی بہت کم لوگ شیطان سے جدا ہوئے۔ مگر خدا کی طرف سے چونکہ یہ اتمام حجت کی آخری صورت ہوتی تھی، اس لئے اس کے بعد کفار کو مہلت نہ دی جاتی اور انہیں مخصوص عذاب کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ شیطان کا مقصد ہی یہی تھا اور یہی ہے کہ انسان کو اس حد تک گمراہ کیا جائے کہ وہ اسلام کے دامن میں نہ آ سکے اور اسے کفر پر اس طرح راسخ کر دیا جائے کہ آخر کار جہنمی ہونے سے نہ بچ سکے۔

شیطان کو خناس بھی کہتے ہیں۔ قرآن پاک کی آخری سورت میں شیطانوں کے دو گروہ بتائے گئے ہیں جنی اور انسانی۔ شیطان خود جن تھا لہٰذا گروہ جن میں بھی شیطان اچھی خاصی تعداد میں ہیں (ممکن ہے، انسانوں سے بھی زیادہ ہوں) اور انسانوں میں بھی اس نے نہایت وسیع تعداد کے دل و دماغ پر اپنا قبضہ جما رکھا ہے۔ جن شیطانوں کی عمریں عام جنوں کی طرح سینکڑوں سال تک پہنچ جاتی ہیں اگرچہ اصل شیطان پر اب تک موت وارد نہیں ہوئی۔ ہاں اس پر بھی وعدے کا دن آئے گا اور ایک دن یہ بھی آخرت کو سدھارے گا۔

شیطان کی مخصوص شیطانی ذہنیت کا سب سے اہم پہلو یہی ہے کہ اسے اپنی جاہی و بربادی اور رسوائی و بدنامی کی قطعاً کوئی ندامت نہیں اسے معلوم ہے کائنات کے سب سے بڑے عذاب کا مستحق وہی ہے مگر اس کے باوجود اپنی روش کو ترک کرنا اور توبہ و رجوع کی راہ اختیار کرنا اسے گوارا نہیں۔ اس سلسلے میں اس کی ہٹ دھرمی ملاحظہ ہو۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں (اردو ترجمہ)

"ابن ابی الدنیا مکائد الشیطان میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لائے ہیں کہ ابلیس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

سے اعراض کی اور کہا اے موسیٰ! اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اپنی رسالت کے واسطے پسند کیا اور تیرے ساتھ ہمکلام ہوا۔ میں توبہ کرنا چاہتا ہوں لہذا میری شفاعت کرتا کہ حق تعالیٰ میری توبہ قبول فرمائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں جناب الٰہی میں تیری توبہ کی مقبولیت کیلئے دعا کرتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا میں مشغول ہوئے۔ حکم ہوا حق تعالیٰ نے تمہاری شفاعت کے سبب توبہ کر لی مگر یہ کہ کر آدم کی قبر کی طرف سجدہ کرے تا کہ قصور معاف ہو۔ حضرت موسیٰ نے ابلیس کے سامنے یہ شرط رکھی تو بولا آدم زندہ تھا تو میں نے سجدہ نہیں کیا اب مردے کو کون سجدہ کرے"

کائنات شیطنت کے مختلف شعبے کیا ہیں اور کن لوگوں کے پاس ہیں، اس کا فیصلہ بھی ایک اور روایت کی روشنی میں کریجئے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے شیطان کو مردود فرمایا اور حکم دیا

فَاخْرُجْ اِنَّکَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ○ ترجمہ: نکل تو ہے ذلت والوں میں (الاعراف:۱۳)

شیطان بولا اَنْظِرْنِیْ (مجھے مہلت دے) خدا نے فرمایا: اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ (تجھے مہلت ہے)

اس موقع پر کچھ اور سوال جواب بھی ہوئے مثلاً

اس نے پوچھا میرے پیغمبر کون ہوں گے؟	فرمایا	'نجومی اور جادوگر تیرے پیغمبر ہوں گے'
اس نے پوچھا میرا قرآن کیا ہوگا؟	فرمایا	'تک بندی اور جھوٹے شعر'
اس نے پوچھا میری حدیث کیا ہوگی؟	فرمایا	'بہتان طرازی و کذب بیانی'
اس نے پوچھا میرا موذن کون اور میری اذان کیا ہوگی؟	فرمایا	'راگی تیرا موذن اور راگ تیری اذان'
اس نے پوچھا میری مسجد کون سی ہوگی؟	فرمایا	'شور و شر کی جگہ بازار'
اس نے پوچھا میرا مشروب کیا ہوگا؟	فرمایا	'شراب اور جملہ نشہ آور چیزیں'
اس نے پوچھا میرا جال کونسا ہوگا؟ جس کے ساتھ میں لوگوں کو پھنسا سکوں	فرمایا	'عورتیں'
اس نے پوچھا میرا مہمان کون ہوگا؟	فرمایا	'چور'

سوال اور جواب کا یہ سلسلہ صرف اتنا نہیں، یہاں مقصود چونکہ انسانیت کے اس بدترین دشمن کے طرز عمل و طرز فکر کی ایک جھلک دکھانا، اس لئے اسی پر اکتفا کیا گیا۔

غرض انسانیت کی ابتدائی تاریخ سے لے کر آج تک شیطان ہی ہے جس نے انسانوں کے سینوں میں وسوسے ڈالے، ان کے عقائد بگاڑے، ان کے اخلاق تباہ کئے اور ان کے اعمال برباد کئے۔ اللہ جل مجدہ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں میں انبیاء کرام علیہم السلام کی اچھی خاصی تعداد بھیجی مگر شیطان کے بہت کم ساتھی راہ راست پر آئے۔ شیطان پہلے ہی دن سے انبیاء کرام علیہم السلام سے باغی، متکبر اور گستاخ و بے ادب تھا، اس کے تمام حواری بھی اپنے اپنے دور میں اپنے اپنے نبی علیہ السلام کے ساتھ سرکشی اور تمرد سے پیش آتے رہے۔ اصل میں شیطان کو معلوم ہے کہ کسی کو رتبہ بلند سے پستی کے غاروں میں دھکیلنے والی سب سے مؤثر چیز اللہ والوں کی بے ادبی ہے جیسا کہ اس کا اپنا تجربہ بھی ہے لہذا اس نے سارا زور ہمیشہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہم الرضوان کی مخالفت و معاندت پر لگایا ہے اور لگاتا ہے۔ چنانچہ جو شخص بھی اللہ کے ہاں جتنا مقرب ہوگا، شیطان اور اس کی پارٹی اس کی اتنی ہی دشمن ہوگی اور جو اللہ کا جتنا باغی ہوگا، شیطان اور اس کی پارٹی اس کی اتنی ہی ناز برداری کرے گی۔ اب اسی صورت حال کے پیش نظر دیکھ لیجئے اللہ کی ساری کائنات میں اس کا سب سے بڑا مقرب کون ہے؟ اس کا خلیفہ اعظم اس کا

رسول اعظم، اس کا نبی اعظم اور اس کا محبوب و مطلوب اعظم کون ہے؟ کون ہے وہ جس کی خاطر عرش و فرش کی ساری بزم سجائی گئی اور کون ہے وہ جس کی طرح ہست و بود کے تمام ہنگامے وجود میں لائے گئے۔ یقیناً وہ ایک ہی ذات ستودہ صفات ہے جس کا نام نامی محمد مصطفیٰ ﷺ، ہاں ہاں وہ ایک ہی تاجدار لولاک لما ہے جس کا دوسرا اسم ذاتی ہے احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء، اسے اپنے اللہ سے جو تعلق ہے، وہ کسی کو کسی سے کبھی ہو نہیں سکتا۔ اللہ رب العلمین ہے جل مجدہ تو یہ ہیں رحمۃ للعلمین ﷺ۔ اللہ رب الانام ہیں تو یہ اس کے مظہر خیر یعنی سراپا خیر، خیر الانام، خیر البشر، خیر الوریٰ، علیہ التحیۃ والثناء۔ چنانچہ جو شیطان سراپا شر ہو وہ اس سراپا خیر علیہ السلام کا دشمن کیوں نہ ہو، وہ دشمن نہ ہو تو شیطان کیوں ہو، ہاں وہ سراپا شر علیہ اللعنۃ اس سراپا خیر علیہ السلام کا ضرور دشمن ہوگا کیوں کہ اس کی زندگی شیطنت کے خمیر ہی سے تو تیار ہوتی ہے۔ جب تک وہ شیطان رہے گا زندہ (موجود) رہے گا اور جب تک وہ زندہ (موجود) رہے گا شیطان رہے گا۔

ظاہر ہے خیر و شر کی یہ دشمنی ازل سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ اللہ کے محبوب اعظم حضور سراپا خیر خیر الوریٰ علیہ التحیۃ والثناء ہمیشہ سے منبع خیر ہیں تو شیطان لعین ہمیشہ سے منبع شر لہذا پھر دشمنی کے منقطع ہونے کا کیا سوال۔ ہاں دس بیس سال کی دشمنی نہیں، مدت مدیدہ سے ہے، اس وقت سے جب تک شیطان نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تھا مگر یہ بات تو بالکل ظاہر ہے کہ جب حضور پر نور شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیا میں تشریف آوری کے وقت یہ خوب چیخا چلایا تھا۔ مشہور سیرت نگار علامہ سہیلی لکھتے ہیں

إِنَّ إِبْلِيْسَ لَعَنَهُ اللّٰهُ رَنَّ اَرْبَعَ رَنَّاتٍ، رَنَّةً حِيْنَ لُعِنَ وَرَنَّةً حِيْنَ اُهْبِطَ وَرَنَّةً حِيْنَ وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَنَّةً حِيْنَ اُنْزِلَتْ فَاتِحَةُ الْكِتٰبِ

ترجمہ: ابلیس لعین زندگی میں چار مرتبہ چیخ مار کر رویا، پہلی مرتبہ جب اس کو ملعون قرار دیا گیا، دوسری مرتبہ جب اسے بلندی سے پستی کی طرف دھکیلا گیا، تیسری مرتبہ جب حضور شہنشاہ رسالت ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی، چوتھی بار جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔ (ضیاء النبی جلد ۲، بحوالہ روض الانف)

غور کیجئے شیطان کی پوری زندگی میں اس کے نقطہ نظر سے سب سے بڑے دکھ دینے والے واقعات چار ہیں، ان میں دو تو خود اس خبیث سے متعلق ہیں۔ تیسرا موقع جسے وہ اپنے لئے بہت زیادہ تکلیف دہ خیال کرتا ہے، وہ ہے حضور پر نور ﷺ کا دنیائے فانی میں رونق افروز ہونا ہے۔ آخر کیوں؟ اس لئے کہ شیطان دنیا اور اہل دنیا کو تباہ و برباد کرنا چاہتا ہے اور حضور پر نور رحمۃ للعلمین ﷺ ہیں۔ اور اس کو تباہی و بربادی سے بچاتے ہیں۔ شیطان انسان کو باغی و سرکش بنا کے اسے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنمی بنانے پر تلا ہوا ہے اور اس کے ساتھ انسان کی اپنی نفسانی خواہشات اس کی سب سے بڑی تباہی کا باعث ہیں۔ صوفیہ کے نزدیک یہ نفس ملعون تو شیطان سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ مختصر یہ کہ شیطان اور اس کی اولاد کی زندگی کا اولین مقصد ہی انسان کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تباہ و برباد قرار دلوانا ہے۔ جب تک اس کے بارے میں یہ فیصلہ نہ ہو جائے کہ اب یہ جہنم سے نجات پا نہیں سکتا، شیطان اور اس کی اولاد کو چین نہیں آتا۔ اس کے برعکس ذرا اس سراپا رحمت و شفقت محسن اعظم و ہادی عالم ﷺ کے طرز رحم و کرم پر غور کیجئے کہ جب تک بندہ کامیاب نہیں ہو جاتا، اسے سکون نہیں آتا، دیکھئے تو شان لطف و عطا کو، ارشاد ہوتا ہے

لَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ إِلَّا أَنَا مُمْسِكٌ بِحُجْزَتِهِ أَنْ يَقَعَ فِي النَّارِ (الامن والعلیٰ بحوالہ الطبرانی)

ترجمہ: تم میں ایسا کوئی نہیں کہ میں اس کا کمر بند پکڑے روک نہ رہا ہوں کہ کہیں آگ میں گر نہ پڑے۔

اللہ اللہ! غافل انسان کودا جا رہا ہے آگ میں، کہ ایک محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں کہ اس کو پیچھے سے پکڑتے ہیں اور آگ میں گرنے نہیں دیتے۔ گویا ایک طرف انسان کو تباہ کرنے والی پوری کمپنی، شیطان اور اس کی ذریت، دوسری طرف انسان جسے اپنے نفع و نقصان کی خبر نہیں اور عموماً اپنے دوست دشمن کی پہچان نہیں۔ پھر تیسری طرف وہ رؤف و رحیم آقائے مدنی ﷺ ہیں، جو اس خود فراموش و خدا فراموش کی غفلت سے بچاتے، اپنے خالق و مالک اللہ جل شانہٗ کے حضور اسے جھکاتے، دوست دشمن کی پہچان کراتے اور نفع و نقصان کا شعور بخشتے ہیں۔ کیسے صاحب برکت ہیں، یہ جان جاناں، یہ جان دو عالم، یہ جان دین و ایمان اور یہ جان نفع و خیر کہ کفار خود عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں اور وہ بھی نہایت ہی درشت

مدارس اُن کے غضب کو دعوت دیتے ہیں۔ قرآن پاک فرماتا ہے

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ○ (انفال ۳۲)

ترجمہ: اور جب بولے کہ اے اللہ اگر یہی (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لا۔

دیکھی بدبختی، یہ نہیں کہا جا رہا کہ اے اللہ اگر قرآن تیری طرف سے حق ہے تو ہمیں اس پر ایمان لانے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرما بلکہ یہ دعا کی جا رہی ہے آسمان سے ہم پر پتھر برسا جیسے پچھلی قوموں پر برسائے تھے۔ کیا عقل کی فکری و کج فکری و کج فطری ہے کہ اگر پتھر، کوئی اور عذاب آسمان سے اتر آئے تو ان کے بچنے کی کیا صورت ہوگی۔ اپنے خلاف اس بدترین دعا کے باوجود اللہ اپنے محبوب اکرم الاکرم ﷺ سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ○ (انفال ۳۳)

ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔

گویا ایسے سنگین خطرناک آسمانی عذاب سے بچنے کے دو راستے ہیں ایک خود حضور پرنور ﷺ کی جلوہ فرمائی و موجودگی اور دوسرا حضور پرنور ﷺ کے غلاموں کا کافروں کے گلی محلوں میں وجود مسعود یا ان (کافروں کی پشتوں) میں حضور پرنور ﷺ کے آئندہ زمانے میں آنے والے غلاموں کا استغفار، کیا اس سے یہ حقیقت واضح نہیں ہو جاتی کہ اس دنیا میں جو بھی اور جب بھی کسی عذاب میں مبتلا ہوا حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے آستان رحمت سے دور ہو کر ہوا اور جو بھی جب بھی جس عذاب سے بھی محفوظ و مامون ہوا حضور رحمت عالم ﷺ کے صدقے ہی محفوظ و مامون ہوا۔ نتیجہ کتنا واضح ہے عالمین پر رحمت کا سبب ایک اور صرف ایک ہے، اور وہ رحمۃ للعالمین ﷺ اور عالمین پر عذاب لانے کا سبب اور وہ شیطان لعین۔

انبیائے کرام علیہم السلام کی تشریف آوری کا سلسلہ تو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو چکا تھا، اور حضور خاتم الانبیاء علیہم السلام تک کیسے کیسے جلیل القدر حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام روئے زمین کو اپنے جلووں سے منور فرما چکے تھے، کس بے مثل خلوص سے وہ دو چار سال نہیں، صدیوں تک توحید خداوندی کا پیغام سناتے رہے تھے، یقیناً وہ کامیاب تھے، ان پر ناکامی کی تہمت لگانا معاذ اللہ ان کی ہی نہیں، اللہ کی بھی بے ادبی ہے۔ تاہم ساری دنیا یہ جانتی ہے ان کی تعلیمات روئے ہستی سے جلد ہی ناپید کر دی جاتی رہیں، ان پر نازل شدہ الہامی و آسمانی کتابیں اور صحیفے جا بجا تحریف کی نذر ہوتے رہے، انہوں نے کس محنت و مشقت سے اخلاق حسنہ کے گلزار کھلائے تھے جو جلد ہی باد خزاں کی زد میں آتے رہے، وہ کس کس انداز میں وحشت و بربریت کے سد باب کا اہتمام کرتے رہے مگر ان کی مساعی جمیلہ کے پوری طرح مشکور ہونے کے باوجود ظلم کی ظلمات سے نجات نہیں مل سکی۔

آخر میں ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے فضائل و خصائل اور معجزات و کمالات کے جامع بن کر حضور پرنور سید عالم ﷺ تشریف لائے تو تشریف لاتے ہی دنیائے کفر و شرک میں ہلچل مچ گئی۔ ایران کا ہزار سالہ آتشکدہ خاک بسر ہوا۔ کعبہ مقدسہ کے بت اوندھے منہ ہو گئے، بلکہ اس قسم کے گوناگوں ارہاصات ساری دنیا میں رونما ہوئے۔ حضور پرنور ﷺ کی یہی پر ہیبت و جلالت تشریف آوری تھی جس کے سبب ایوان باطل کے کنگرے گر رہے تھے۔ خدا کا، ہر نبی، انبیاء کرام علیہم السلام کا دشمن اور ہزارہا ہزار سال سے نہایت سرگرمی سے کفار و مشرکین و ملحدین کی قیادت کرنے والا اب بھی نہ چونکتا تو کیا کرتا۔ ہاں ہاں آپ غور کیجئے ایک لاکھ سے زائد انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں تشریف لا چکے تھے مگر توحید کا بلند بانگ اعلان جو صرف حضور پرنور ﷺ کے قدوم میمنت لزوم سے ہوا اس سے پہلے اس شان سے کہاں ہوا؟ اللہ اللہ ایک طرف وہ ساری پہلی کتابیں اور ان کا ایک حرف تک محفوظ نہیں اور اب صرف ایک قرآن حکیم اور اس کا ایک شوشہ تک بھی غیر محفوظ نہیں۔ اللہ اللہ توحید خداوندی و صداقت نبوت کا اعلان

کرنے والے وہ معجزات جو حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام نے دکھائے تھے، اب کہاں سے لائے جائیں۔ ہاں ہاں اب ایک ہی ہے جو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات کا محافظ اور سب کی عظمتوں کا پاسبان ہے، کس آن بان سے اپنے ایک دائمی معجزے سے ساری دنیائے کفر و شرک کو چیلنج کرتے ہوئے فرما رہا ہے

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ (البقرہ ۲۳)

ترجمہ اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو، اگر تم سچے ہو۔

صدیاں بیت گئیں، ہنگامے برپا ہوئے اور دب گئے۔ طوفان اٹھے اور تھم گئے۔ مگر کیا دنیا کی کسی سمت سے ایک آواز بھی ایسی اٹھی، جس نے اس چیلنج کو قبول کیا ہو۔ کیا حق کا یہ نقارچی اس سے پہلے کوئی آیا، جس کے سامنے باطل کا سارا شور ختم ہو گیا۔ کیا صداقت کا کوئی ایسا علمبردار اس شان سے کہیں پہلے بھی جلوہ گر ہوا۔ نہیں تو شیطان کیوں نہ چیخے، کیوں نہ جلبلائے، کیوں نہ سینہ کوبی کرے، اور کیوں نہ بھونکے، یہی تو اس کی پریشانی کی گھڑی ہے، یہی تو اس کے چیخنے کی ساعت ہے، یہی تو اس کے رونے کا موقع ہے۔

ہاں ہاں شیطان کیلئے یہ منظر بہت ہی ہوشربا ہے کسی نے ساڑھے نو سو سال (۹۵۰) تبلیغ کی تو ساتھی بیاسی، کسی کے ساتھ اس سے بھی کم، کسی کے ساتھ صرف ایک اور کسی کے ساتھ کوئی بھی نہیں مگر سب سے آخر میں جلوہ فروز ہونے والے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنا مبارک اور طاقتور ہے کہ جو تبلیغ کا دورانیہ ربع صدی تک بھی نہیں پہنچا مگر پھر بھی دیکھتے ہی دیکھتے تمام ریگزار عرب جلوہ گاہ محبوب رب ﷺ بن گیا، بت پرست بت شکن بن گئے۔ شرک و کفر کے رسیا ایمان و اسلام کے علمبردار بن گئے۔ ظلم و تشدد قصۂ پارینہ ہو گیا، وحشت و بربریت کا خاتمہ ہو گیا۔ رنگ و نسل و وطن کے اصنام پاش پاش ہو گئے۔ طبقاتی تفاوت کی جگہ مساوات و مواخات نے لے لی۔ غرور و تکبر اور بغض و حسد کے ماتے عجز و انکسار اور مہر و مروت کے پیکر بن گئے۔ بچی ہی چیختی چلاتی لخت جگر اپنے ہاتھوں، اپنی آنکھوں کے سامنے زندہ درگور کرنے والا بنی نوع انسان کے حقوق کا نگہبان بن گیا۔ خاکدان ہستی کی تیرہ و تاریک فضاؤں میں سسکیاں لیتے والا انسانی کیڑا اسلام کا شاہین بن گیا اور مہر و ماہ کا شکار کرنے لگا۔ اوہام کی ظلمات میں اپنی شناخت سے محروم ہونے والا فکر و تدبر اور علم و شعور کے جلوؤں سے مستنیر ہو کر کائنات کے سربستہ رازوں کی گتھیاں کھولنے لگا۔ ہاں ہاں کوئی اس آفتاب عالمتاب (ﷺ) کی صورتوں کا ذکر کہاں تک کرے جس کی شعاعوں سے عرش کا سینہ تک منور اور جبریل کا دل تک مسرور رہو مگر کیا شیطان اس حقیقت کو تسلیم کرنے کو تیار ہے، نہیں، ہرگز نہیں، جس نے اپنے خدائے برحق، خالق و مالک کے حکم پر دیدہ و دانستہ خلیفہ معظم علیہ السلام کو سجدہ نہیں، وہ اس کے خلیفہ اعظم، مظہر اعظم اور مطلوب اعظم ﷺ کی خداداد عظمتوں کا اعتراف کیوں کرے، اور کرے تو شیطان کیوں رہے۔ ہاں ہاں انکار کرنا، چیخنا، بھونکنا اور شور مچانا ہی اس کی فطرت کا تقاضا ہے۔ وہ ہر دور میں شور مچاتا رہا، برسرعام انکار کرتا رہا اور انکار کرنے کی کوشش کرتا رہا، وہ بتوں کی آواز بن کے خرافات اگلا، وہ کبھی ابوجہل کی زبان پر ناطق ہوا، یہ یقیناً حق ہے کہ حضور سراپا نور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حقیقت کا اعلان فرما رہے ہیں تو یہ بھی حق ہے کہ مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے اور کفار کے حوصلے بلند کرنے کیلئے شیطان کبھی کسی روپ میں آتا ہے اور کبھی کسی کی زبان پر چڑھا ہوتا ہے۔ ہاں ہاں یہی شیطان تھا جس نے دار الندوہ مکہ معظمہ کی میٹنگ میں شیخ نجد کے روپ میں شرکت کر کے اپنے بہت بڑے روحانی فرزند یا سپوت ابوجہل کی ہاں میں ہاں ملائی تھی، یہی بدبخت تھا جس نے غزوہ بدر کے موقع پر پہلے تو بنو کنانہ کے سردار سراقہ بن مالک کی شکل میں ظاہر ہو کر قریش کو اپنی معیت کا یقین دلایا تھا، اور پھر یہی ملعون تھا جو آسمانی فرشتوں کی قہرمانی فوجیں اترتی ہوئی دیکھ کر عین میدان جنگ سے بھاگ نکلا تھا۔ بلا شبہ یہی بدبخت تھا جس نے غزوہ احد کے دوران اصحاب کرام علیہم الرضوان کی محض حوصلہ فرسائی کی خاطر حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل و شہید

ہونے کا اعلان کیا تھا۔ غرض کبھی کسی کے روپ میں ظاہر ہو اور کبھی کسی کی آڑ میں اس نے اپنی شیطنت کا تقاضا پورا کیا۔

غرض خدا کے محبوب، معظم و برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے اس کی پیش نہ گئی۔ سارا خطہ عرب انوار اسلام و ایمان سے جگمگ جگمگ چمکنے لگا، بلکہ دور دور تک دین حق کا پیغام پہنچ گیا۔ حضور پرنور ﷺ کے وصال سے اہل عشق و مستی کو جو ملال ہوا وہ تو ظاہر ہے ہونا تھا، تاہم محبوب اکرم و اعظم ﷺ کی برکات، توجہات اور تصرفات سے دین حق کا پھریرا ہر تا رہا اور اسلام کی افواج قاہرہ چہار دانگ عالم میں بڑی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی رہیں۔ بڑے بڑے قبیلے اس کے دامن رحمت کے اسیر ہوئے، بڑے بڑے کشور کشا اس کی تیغ جوہر دار سے لرزہ براندام ہونے لگے، بڑے بڑے دانشور اس سے فیض یاب ہونے لگے۔ یہ سلسلہ صدر اسلام سے جاری ہوا اور صدیوں تک رہا، مگر شیطان اور اس کی اولاد بھی بے خبر و غافل نہیں تھی۔ انہوں نے بھی ہر دور میں اپنی کارروائیاں جاری رکھیں۔ کبھی انہوں نے مسلمانوں کو باہم لڑوا کر دل کی بھڑاس نکالی اور کبھی انہیں عیاشی و فحاشی کا دلدادہ بنا کر من کی مراد پائی۔ حتیٰ کہ شیطان اینڈ کمپنی نے صدیوں کی لگاتار سرتوڑ کوششوں کے نتیجے میں اس حد تک کامیابی کا منہ ضرور دیکھ لیا کہ ملت اسلامیہ کے فرزند بیشمار گروہوں میں بٹ گئے، سیاسی طور پر زد اور کمزور ہو گئے، اسلام کے نام پر جاں قربان کرنے کا وہ پہلا سا شدید جذبہ نہیں رہا، عموماً امت لہو و لعب کا شکار ہو گئی ہے۔ شیطان نے طرح طرح کے داؤ فریب کھیل کر انہیں ان کے تابناک ماضی سے غافل و ناآشنا کرنے کی سعی ناپاک کی۔ شیطان کے فرزند اپنی اس کامیابی پر پھولے نہیں سماتے کہ انہیں بہت سے محاذوں پر بے روک ٹوک کام کرنے کا موقع مل ہوا ہے اور ملت اسلامیہ کے اکثر و بیشتر ممالک تو اپنی داخلی و خارجہ پالیسیوں میں بالکل ان کے اشارہ ابرو پر رقص کر رہے ہیں۔ ان کا قبلہ مقصود صرف اور صرف اسی ملعون کی رضا ہے۔ خود پاکستان جو تقریباً نصف صدی قبل محض اسلام کے مقدس نام پر معرض وجود میں آیا تھا آج منزل کے بالکل برعکس راستے پر گامزن ہے۔ خصوصاً یہاں کے موجودہ حکمران اصل اسلام سے بیحد بیزار ہیں اور ایک نئے 'معتدل اسلام' کا تعارف کرا رہے ہیں جس کا مغز و پوست 'شیطنت' کے سوا کچھ نہیں۔ یہی حال کم و بیش دوسرے ممالک اسلامیہ کا ہے۔

اتنی وسیع کامیابی کے باوجود پھر بھی شیطان کے لئے یہ بات ازحد دردسر کا باعث ہے کہ ادوار سابقہ کے برعکس کئی صدیاں گزرنے کے باوجود ابھی قرآن پاک زندہ ہے، موجود ہے، پڑھا جاتا ہے، فیض بٹ رہا ہے اور غیر اسے پڑھ پڑھ کے دائرہ اسلام میں آ رہے ہیں اور وہ بھی صرف عام لوگ نہیں، بڑے بڑے فلسفی، سائنسدان، سیاستدان بھی۔ ابلیس کے لئے یہ بھی ناقابل برداشت ہے کہ جس جس ملک پر اس کی خصوصی نظر کرم ہے اور جہاں جہاں اس کے سپوتوں کا مضبوط تسلط ہے، اسلام کی ہر دلعزیزی کے اثرات روز مرہ بیش از بیش دیکھے جاتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ قرآن کا صحیفہ آسمانی زندہ ہے اور ضوبار ہے تو اسلام کی تعلیم بھی زندہ ہے۔ آج قرآن پاک کی تجلیات نے شیطان اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ باندھ رکھے ہیں۔ ہاں ان کی زبانیں کھلی ہیں لہٰذا امت مسلمہ کے موجودہ زوال کے باوجود خدائے زندہ کے نبی زندہ ﷺ کا اور قرآن زندہ کا فیض دیکھ کر واویلا کے سوا کیا کریں۔ شیطان اس صورت حال پر پشیمان ہے۔ اس نے مختلف علاقوں اور ملکوں میں اپنے سپوت مقرر کر رکھے ہیں جو شبانہ روز اس فیض کا راستہ روکتے ہیں مگر ان کے بس کا یہ کام نہیں۔

کیا آپ کو معلوم نہیں نمرود، فرعون، ابوجہل وغیرہم سب اپنے اپنے دور میں شیطان کے بے مثال اور قابل فخر سپوت تھے۔ آج کل اس کا سب سے بڑا سپوت امریکہ کا صدر بش ہے۔ یہ اپنے معنوی باپ شیطان لعین کی طرح اسلام کے خلاف ہی دن رات جتا رہتا ہے۔ ڈنمارک، فرانس، جرمنی، اٹلی وغیرہ میں اس (شیطان) کے اور بھی سپوت ہیں۔ یہ ملعون کتے سب مل کر بھونکنے میں مصروف ہیں۔ یہ سوچ کر مسرور ہیں کہ اسلام کا آفتاب عالمتاب پھر نئے سرے سے کائنات کے گوشے گوشے کو منور کرنے کے لئے ابھر رہا ہے

دلیل صبح روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
افق سے آفتاب ابھرا گیا دور گراں خوابی!

عروق مردۂ مشرق میں خون زندگی دوڑا!!
سمجھ سکتے نہیں اس راز کو سینا و فارابی!

مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے ‏ — ‏ تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی

عطا مومن کو پھر درگاہِ حق سے ہونے والا ہے ‏ — ‏ شکوہِ ترکمانی، ذہنِ ہندی، نطقِ اعرابی

حالات الحمد للہ بالکل اپنے دھارے پر بہہ رہے ہیں۔ قریہ عالمِ اسلام پھر سے بیدار ہو رہے ہیں۔ صورتحال کروٹ لے رہی ہے شیطان دراصل اس سے تو بہت دور جا رہا ہے وہ اس کو راست دیکھ چکا ہے اس نے اپنے تمام چیلوں کو ہوشیار کر دیا ہے جن کو سب سے بڑا سپوت بش بہت سرگرم ہے پی ایچ نفرت کے تقاضے مختلف ادوار میں ہوئے کارروائی ہے دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی شیطنت کا کوئی بھی مظہر نظر آتا ہے اس کی کوشش وحشت سے ہے ڈنمارک فرانس ہالینڈ جرمنی میں شیطنت بہت حد تک اسی کے سہارے زندہ ہے یہ بدبخت گوانتا موبے جیسے مقامات جہنم کا نمونہ ہے۔ قرآن پاک کی بدترین توہین سے اس کا منہ کالا ہے یہ ذلیل اور اہم نبی کی سنہری آواز کو برداشت نہیں کر سکتا۔ گزشتہ دنوں ڈنمارک میں کارٹونوں کے ذریعے جو طوفانِ شیطنت برپا ہوا ہے اس کو بھی اسی کی درپردہ شیطانی حمایت ہے۔ یہ دہشت گردی کی مذمت کرتا ہے مگر دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد یہ خود بھی ہے۔ یہ انسانی حقوق کی آواز بلند کرتا ہے مگر انہیں سب سے زیادہ پامال کرنے والا بھی آپ ہی ہے۔ انہیں بلکہ اسے تو انسانیت سے کوئی تعلق دور سے بھی نہیں۔ یہ ایسا درندہ ہے جس پر درندگی کو بجا طور پر ناز ہے۔ بہرحال دنیا میں جہاں بھی اس وقت ہیبت کا کوئی شور و غوغا ہے شیطان اور اس کے اس سب سے بڑے سپوت بش کی وجہ سے ہے۔ پاکستان کے حکمران بھی اسی کو اپنی نجات سمجھتے ہیں اور دن رات اسی کو راضی کرنے کے درپے ہیں۔ انہیں اللہ جل شانہ اس کے حبیب معظم ﷺ اور اس کے قرآنِ مقدس سے معاذ اللہ کوئی غرض و غایت نہیں۔ شیطان اور خصوصاً بش سے نیازمندی ہے۔ چنانچہ یہاں کے نصاب تعلیم میں تبدیلیاں لائی گئیں۔ مگر کیسی تبدیلیاں جو بش کے اشارہ ابرو کے مطابق ہیں۔ یہاں ختمِ نبوت کے منکرین کو سر آنکھوں پر بٹھایا جا رہا ہے اور دن رات ان کی ناز برداریاں کی جا رہی ہیں۔ صدر پاکستان کے بعد پنجاب کا وزیر اعلیٰ چوہدری پرویز الٰہی تو اس سلسلے میں بہت آگے ہے۔ آپ نے اسی مضمون کی ابتدا میں شیطان کے ساتھ تعلق رکھنے والی بعض چیزوں کا نام دیکھا ہے، پرویز الٰہی کے طرزِ عمل کو دیکھیں واضح بھی ان سے کتنا تعلق ہے۔ اسی کے دور میں گورنمنٹ تعلیمی اداروں میں بھرتی کیلئے یہ نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے کہ پچاس فیصد سے زیادہ عورتیں ملازم رکھی جائیں۔ دیکھا آپ نے باپ کیسا اس کا سپوت نمبر ایک پھر دوسرا سپوت پھر سارے سپوت۔ حقیقت یہ کہ پرویز مشرف اور پرویز الٰہی اس کے سپوتوں میں نہایت اعلیٰ و نمایاں مقام پر فائز ہیں

مگر دنیا والے سن لیں اور خوب سن لیں، اللہ جل شانہ کے دشمن اور باغی نیست و نابود ہو جائیں گے بحمد اللہ و التحیہ والثناء کی عظمتوں کا ڈنکا بجایا جائے گا، قرآنِ معظم و مقدس کے مقابلے میں سب آوازیں دب جائیں گی ‏ — ‏ اسلام کا آفتاب پوری آب و تاب سے چمکتا جائے گا۔ یہ ایک خواب نہیں، حقیقت ہے اور ان شاء اللہ دنیا چند روز تک خود اپنی آنکھ سے دیکھے گی۔

دشت میں، دامنِ کہسار میں، میدان میں ہے
بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے
چین کے شہر، مراقش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رفعنا لک ذکرک دیکھے

☆ ☆☆ ☆

اتحاد ملت

کی ضرورت و صورت

قسط:37

پروفیسر محمد حسین آسی

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ حج و زیارت کے لئے حرمین شریفین میں حاضر ہوئے تو برصغیر کے کچھ منکرین فضائل رسالت بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے اس خیال سے کہ کتابیں تو آپ ساتھ نہیں لائے لہذا جواب دینے میں دشواری ہوگی۔ چھیڑ خانی شروع کردی۔ چنانچہ علم غیب کے بارے میں چند سوال مرتب کئے اور کسی وسیلے سے گورنر مکہ کے پاس بھیج دیئے۔ گورنر نے مفتی مکہ سے جواب کی درخواست کی اور وہ اعلیٰحضرت کے پاس لے آئے۔ آپ نے اس عنوان پر ایک بے مثال کتاب "اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃُ بِالْمَادَّۃِ الْغَیْبِیَّۃِ" عربی میں اور وہ بھی آٹھ گھنٹوں میں اور وہ بھی بخار کی حالت میں تصنیف فرمائی۔ پھر اسے گورنر کی محفل میں باقاعدہ پڑھ کر سنایا گیا جس کے نتیجے میں گورنر اور دوسرے ایسے لوگ جو کچھ تذبذب کی حالت میں تھے، مطمئن ہو گئے بعد میں یہ کتاب حرمین شریفین کے مقامی اور غیر مقامی علماء تک پہنچی تو انہوں نے اس پر گراں قدر تقاریظ لکھ کر اس کی اہمیت کو چار چاند لگا دیئے۔ آج حرمین شریفین میں اس قسم کے علماء کی تعداد کم ہے تو اس کی وجہ موجودہ سعودی حکومت ہے جس نے اسلام کے دور اول کی نشانیوں میں سب سے زیادہ سرگرمی کا مظاہرہ کر کے گویا اسلام دشمنوں کا کلیجہ ٹھنڈا کر دیا ہے۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ ان ستم پیشہ نجدیوں نے مزارات کی پرواہ نہیں کیا اور دور اول کی بعض مساجد کو بھی بے نام و نشان کر دیا ہے۔

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ بات ہو رہی تھی اعلیٰحضرت کی کتاب "اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃُ" کی اس کی تمہید میں آپ فرماتے ہیں

"جس بات پر دین اور نجات کا دارومدار ہے وہ ہے سارے قرآن پر ایمان رکھنا، چنانچہ گمراہ ہونے والوں میں اکثر وہ تھے جو بعض آیات پر ایمان رکھتے تھے اور بعض پر نہیں رکھتے تھے۔ مثلاً

قدریہ (جو خود کو افعال کا خالق کہتے ہیں) قرآن پاک کے ان الفاظ پر ایمان رکھتے تھے

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ (ھود۔ ۱۰۱)

ترجمہ: اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ خود انہوں نے اپنا برا کیا

مگر ان قرآنی الفاظ پر ایمان نہیں رکھتے تھے

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (والصّٰفّٰت ۹۶)

ترجمہ: اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو

جبریہ (جو انسان کو پتھر کی طرح مجبور جانتے ہیں) کا ان الفاظ قرآن پر تو ایمان تھا

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (التکویر ۲۹)

ترجمہ: اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ سارے جہان کا رب

مگر اس ارشاد باری کے منکر ہے

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ (الانعام ۱۴۶)

ترجمہ ہم نے یہ ان کی سرکشی کا بدلہ دیا اور بے شک ہم ضرور سچے ہیں

خوارج (جو گناہ کبیرہ کرنے والے کو کافر کہتے ہیں) اس ارشاد قرآنی پر ایمان رکھتے تھے

وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ (الانفطار ۱۴-۱۵)

ترجمہ اور بے شک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں انصاف کے دن اس میں جائیں گے

مگر اس پر ایمان نہیں رکھتے تھے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء ۴۸)

ترجمہ بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف کر دیتا ہے۔

مرجیہ (جو کہتے ہیں کہ مسلمان کو کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا) اس آیت پر ایمان رکھے

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ (الزمر-۵۳)

ترجمہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے

مگر اس پر ایمان نہیں لائے

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ (النساء ۱۲۳)

ترجمہ جو برائی کرے گا اس کا بدلا پائے گا (کنزالایمان)

منکرین علم غیب اس کی اور بہت سی مثالیں ہیں اور کتب کلام میں مشہور ہیں

اسی طرح قرآن عظیم کی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (چنانچہ بعض کا اسی پر ایمان ہے)

لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (النمل ۶۵)

ترجمہ (تم) فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ

مگر دوسری آیتیں جو علم غیب کا انبیاء و مرسلین سے اثبات کرتی ہیں اسی قرآن پاک میں ہیں (مگر منکران آیات پر ایمان نہیں رکھتے) مثلاً

۱۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن ۲۶-۲۷)

ترجمہ تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے

۲۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران ۱۷۹)

ترجمہ اور اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے

۳۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ (التکویر ۲۴) ترجمہ اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں

۴۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ (النساء ۱۱۳) ترجمہ اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے

۵۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝ (یوسف ۱۰۲)

ترجمہ یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب انہوں نے اپنا کام پکا کیا تھا اور وہ داؤں چل رہے ہیں۔

۶۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ (آل عمران ۴۴)

ترجمہ یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش

کہا رہے اور تم سب کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔

تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْکَ (سورۃ ھود ۴۹) ترجمہ یہ غیب کی خبریں ہیں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔

جدید فتنہ سامان: یہ ایک انتہائی مختصر سطور جو اعلیٰحضرت مجدد ملت قدس سرہ نے مسئلہ غیب کی وضاحت کرتے ہوئے تمہید کے طور پر بیان فرمائی ہیں۔ بلاشبہ سارے قرآن پاک پر ایمان ہو تو فرقہ واریت ختم ہو سکتی ہے۔ اگر بعض آیات پر ایمان ہو اور بعض سے انکار ہو تو انتشار ہی پیدا ہوگا اتحاد و اتفاق کا امکان نہیں۔ یہاں سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اعلیٰحضرت قدس سرہ نے جس بات کو فرقہ واریت کی بنیاد قرار دیا ہے وہ کوئی نئی اور تحقیق شدہ ہے بلکہ یہ اعلیٰحضرت کی اپنی فکر نہیں اسے آپ نے قرآن پاک سے لیا ہے۔ یہاں سے یہ حقیقت بھی واشگاف ہو جاتی ہے کہ دور حاضر کے بعض اہل نظر اور متعصب محققین کے خیال کے برعکس فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرقہ پرستی نہیں پھیلائی اور نہ انگریزی سامراج کے آلہ کار جو پڑھے لکھے زرخرید ... اور ... نے نئے عقائد گھڑ کر امت کی یکجہتی پارہ پارہ کرنا چاہتے تھے بریلی کے قلندر نے اپنے آقا مدنی ﷺ سے وفاداری کا حق ادا کر کے قوم کو قرآنی اصول اتحاد کے مطابق متحد رکھنے کی پوری پوری کوشش کی۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہ اور ان کے ہم عصر مشائخ سارے قرآن پر ایمان رکھتے تھے اور یہی وہ جماعت ہے جو صحابہ کرام تابعین تبع تابعین ائمہ مجتہدین، اولیاء واصلین اور صوفیہ کاملین کی تھی۔ اس کے برعکس جو لوگ سامراجی انگریز کی شہ پر ملت اسلامیہ میں افتراق و انتشار کے جراثیم پھیلانا چاہتے تھے، کتاب و سنت کے نام پر نئے سے نئے عقائد وضع کر رہے تھے۔ ان میں تو وہ تھے جو علانیہ ائمہ مجتہدین اور دوسرے اکابر ملت سے عداوت کر کے دوسروں کو دل ماتے تھے اور کچھ وہ تھے جن کا طریق کار ان سے کچھ زیادہ پیچیدہ اور خطرناک تھا۔ یہ لوگ بظاہر ائمہ مجتہدین کی تقلید کا دم بھی بھرتے تھے اور اولیاء اللہ کے سلاسل طریقت سے خود وابستہ ہونے کا ... جیسے نقشبندی قادری چشتی سہروردی جیسے مقدس القابات بھی اختیار کرتے تھے مگر اصل میں انہیں نہ تو کوئی عقیدت تھی ... یہ لوگ پیری مریدی اور تقلید کے خوشنما جال میں بھولے بھالے مسلمانوں کو پھانستے تھے اور امت کے دل سے نبی کریم ﷺ کی محبت و عقیدت مٹانے کیلئے اپنی مصنوعیت کا تصور ... رہتے تھے۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا جو ان سے جتنا قریب ہوا اتنا ہی وہ حبیب کبریا حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفی علیہ التحیۃ والثناء سے دور ہوا۔ چنانچہ یہ سلسلہ انگریزوں کی آمد سے شروع ہوا اور ان ملعونوں کی واپسی کے بعد آج تک جاری ہے۔ یہ لوگ قرآن پاک کی بعض آیات پر ایمان رکھتے ہیں (یہ ایمان ظاہر کرتے ہیں) جس کے خود ساختہ ترجمے کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور ان آیات سے بیگانہ رہتے ہیں جن میں نبوت کی وضاحت ہوتی ہے۔ اگر یہ دونوں قسم کی آیات کو پیش نظر رکھیں تو خود گمراہ ہوں نہ کسی کو گمراہ کریں۔ مگر یہ تو ان کے ناپاک مشن کے ہی خلاف ہے۔ لہٰذا اپنے مذموم مقاصد کے پیش نظر یہ تصویر کا ایک ہی رخ سامنے رکھ کر دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی حقیقت کو اعلیٰحضرت نے اوپر کی سطور میں فرقہ واریت کا سبب قرار دیا ہے۔ دراصل ان کا کسی بھی آیت پر ایمان نہیں ہوتا مگر چونکہ دھوکہ دینے کے لئے ان کی بعض آیات کا حوالہ دینا ہے کہ انہیں ازبر کر رکھا ہے لہذا اس کو اعلیٰحضرت نے بعض آیات پر ایمان اور بعض سے کفر و انکار قرار دیا ہے۔ مگر یہ سوچ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اعلیٰحضرت کی اپنی نہیں بلکہ انہیں قرآن حکیم سے ملی ہے۔ چنانچہ اللہ کی کتاب لاریب پکار پکار کے اس قسم کے فتنہ سازوں کو تنبیہ کر رہی ہے

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ (البقرہ۔۸۵)

ترجمہ تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو

آپ حیران ہوں گے کہ دور حاضر کے یہ فتنہ پرور حضرات کتنے دلیر ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات و کمالات اور اولیاء عظام علیہم الرحمۃ والرضوان کی کرامات دراصل توحید اور طاقت خداوندی کے ثمرات ہیں مگر ان کی نظر میں یہ سب کچھ شرک ہے۔ اور پھر کتنے غضب کی بات ہے جن کے عقائد اسلام کے دور اول سے متوارث چلے آئے ہیں انہیں یہ لوگ بدعتی اور مبتدع کہتے ہیں اور ان کے اپنے عقائد جو زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو سال سے شروع ہوئے ہیں ان کی بنا پر خود کو سلفی وغیرہ کہتے ہیں۔ ہم صاف قرآن پاک کی روشنی میں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے طرز پر ہم بھی

دور حاضر کے ان جدید محققین و مفسرین کے افکار و عقائد کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کرتے ہیں، جس سے ظاہر ہوگا کہ واقعی ان کا "نام نہاد ایمان" بھی پورے قرآن پاک پر نہیں بلکہ محض چند آیات پر ہی ہے۔ مثلاً

۱۔ نور کے منکر ۔ حضور پر نور ﷺ کو وجود سا بشر سمجھنے والے قرآن پاک کی اس آیت پر تو ایمان ظاہر کرتے ہیں

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ (الکہف۔۱۰)

ترجمہ: تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں، مجھے وحی آتی ہے

مگر اس آیت سے روگردانی کرتے ہیں

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ (المائدہ۔۵)

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب

بلکہ قرآن حکیم نے حضور ﷺ کو سورۃ الاحزاب میں سراجاً منیرا (چمکا دینے والا یا لو دینے والا آفتاب) یعنی خود ہی نور نہیں، بلکہ جس کو چاہے نور بنا دے

۲۔ استمداد کے منکر اولیاء کرام سے استمداد کے منکر اس آیت پر ایمان کا اظہار کرتے ہیں

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ (الفاتحہ۔۴)

ترجمہ: ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں

ان کے نزدیک اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ ہی سے مدد مانگنا چاہیے کیونکہ وہی مددگار ہے، اس کے سوا کسی کو مددگار سمجھنا شرک ہے۔ مگر ان کا اس آیت پر ایمان نہیں

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ــــــ الخ (المائدہ۔۵۵)

ترجمہ: تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے

۳۔ ولی و نصیر : یہ جماعت خدا کے نزدیک اللہ کے سوا کوئی ولی اور کوئی نصیر نہیں۔ چنانچہ ان کا اس آیت پر تو ایمان کا دعویٰ ہے

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ (البقرہ۔۱۰۷، التوبہ۔۱۱۶، العنکبوت۔۲۲)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حامی نہ مددگار

مگر اس آیت پر ایمان نہیں رکھتے جس میں کفار کی بستی کے مقہور و کمزور مسلمانوں کی دعا کا ذکر ہے

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝ (النساء۔۷۵)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حامی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے

۴۔ اللہ کافی ہے اور کون : عظمت اولیاء کے منکروں کا اس آیت پر تو ایمان ہے

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ (التوبہ۔ آخری آیت)

ترجمہ: پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرما دو مجھے اللہ کافی ہے

مگر انہیں اس پر ایمان نہیں

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الانفال۔۶۴)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے

۵۔ بس اور بے بسی : اللہ کے محبوبوں کو بے بس ثابت کرنے والے لوگ اس آیت پر تو ایمان رکھتے ہیں (جس میں اللہ نے کفار کے معبودان باطلہ کا ذکر کیا ہے)

ان الذين تدعون من دون الله لن يخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا له وان يسلبهم الذباب شيئا لا يستنقذوه منه
ضعف الطالب والمطلوب (حج ۷۳)

ترجمہ۔ وہ جنہیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو، ایک مکھی نہ بنا سکیں گے، گرچہ سب اس پر اکٹھے ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اس سے نہ چھڑا سکیں، کتنا کمزور ہے طالب اور مطلوب۔ اس آیت پر منکرین کا ایمان ہے مگر کیونکر؟ اے محبوبان خدا پر چسپاں کر کے حالانکہ الفاظ عبارت دو ٹوک اعلان کر رہے ہیں کہ یہاں مراد بت ہی ہو سکتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام: جس آیت پر مخالفین کا ایمان نہیں اب اسے ملاحظہ کیجئے

ورسولا الى بني اسرائيل اني قد جئتكم باية من ربكم اني اخلق لكم من الطين كهيئة الطير فانفخ فيه فيكون طيرا باذن الله وابرئ الاكمه والابرص واحي الموتى باذن الله وانبئكم بما تاكلون وما تدخرون في بيوتكم ان في ذلك لاية لكم ان كنتم مؤمنين ۝ (آل عمران۔ ۴۹)

ترجمہ۔ اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو، بے شک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

انصاف کیجئے پہلی آیت میں نبیوں ولیوں کا نہیں، بتوں کا ذکر ہو رہا ہے جو سب مل کر بھی ایک مکھی نہیں بنا سکتے اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو چھڑا نہیں سکتے۔ اب دوسری آیت میں سب نبیوں کی مجموعی شان وعظمت اور قوت وشوکت کا ذکر نہیں بلکہ صرف ایک پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خطبہ رسالت ہے۔ جس میں انہوں نے اپنے خداداد کمالات بیان فرمائے ہیں یاد رہے یہ وہ خطبہ ہے جس کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام سے فرمائی تھی۔ ہوا یوں کہ فرشتوں نے آپ کو ایک فرزند وجیہ ومقرب کی خوشخبری دی تو انہوں نے حیرت میں ڈوب کر اپنے اللہ سے اس بچے کے بارے میں سوال کر ہی دیا قرآن پاک کے الفاظ میں

قالت رب انى يكون لي ولد ولم يمسسني بشر قال كذلك الله يخلق ما يشاء اذا قضى امرا فانما يقول له كن فيكون ۝ ويعلمه الكتب والحكمة والتوراة والانجيل ۝ ورسولا الى بني اسرائيل اني قد جئتكم باية من ربكم اني اخلق...... الخ (آل عمران۔ ۴۷-۴۹)

ترجمہ۔ بولی اے میرے رب میرے بچہ کہاں سے ہوگا، مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ نہ لگایا، فرمایا اللہ یونہی پیدا فرماتا ہے جو چاہے۔ جب کسی کام کا حکم فرمائے تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے اور اللہ اسے سکھائے گا کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں...... (اوپر کی آیت کے ترجمے میں دیکھیں)

ظاہر ہے جس خطبہ رسالت کی پیشگوئی خود اللہ کریم نے فرمائی ہو اس کے پورا ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی خداداد شان وعظمت یوں ہی بیان فرمایا کرتے تھے۔ اس پیش گوئی کے ذکر سے پہلے اللہ نے خود عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت شان وولادت باسعادت کا ذکر فرما کر بتا دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنی ولادت میں مظہر قدرت ہیں۔ پھر ان کی زبانی ان کے معجزات بیان کر کے بتا دیا کہ ولادت ہی نہیں ان کے کمالات وتصرفات بھی مظہر قدرت ہیں۔ پھر ان کمالات رسالت میں سب سے پہلے ان کا مٹی کی مورت بنا کر اس میں پھونک مار کر اسے پرندہ بنانا ہے۔ ہاں یہ حیران کن قوت انہیں خود بخود حاصل نہیں ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی۔ (اگر کوئی اسے ان کا ذاتی کمال سمجھے تو یقیناً

شرک ہے، کیوں کہ اللہ کے کسی رسول دینی بلکہ کسی بھی بندے کا کوئی بھی کمال ذاتی نہیں ہو سکتا، عطائی ہوتا ہے۔ یعنی خدا کی عطا ہے، ذاتی کمال صرف اللہ کے لئے ہی مخصوص ہے)

منکرین نے جو ان بے بسی والے مضمون کی آیت پڑھی تو سمجھ بیٹھے کہ انبیاء علیہم السلام بھی بتوں کی طرح بے بس ہوتے ہیں اور وہ ایک مکھی نہیں بنا سکتے مگر ان کے زعم باطل کے برعکس اللہ کریم خود اپنے صرف ایک ہی رسول کے پرندے بنانے کا، قرآن کی زبان سے کر رہا ہے یعنی تمام ہی رسول علیہم السلام کو ایک پرندہ نہیں بناتے بلکہ صرف ایک رسول اپنی عطا اور طاقت سے پرندہ بنا رہا ہے۔ بلکہ سب سال پہلے اس کی خبر کون فرما رہا ہے۔ اب اس میں کیا شک رہا کہ واقعی اللہ نے اپنے ایک رسول کو مکھی تو کیا پرندے بنانے کی طاقت بھی دی تھی۔ مگر اسی پر کمالات کی انتہا نہیں ہوتی یہ تو صرف ایک کمال ہے، اللہ کریم کے فضل سے وہ بیماروں کو شفا بھی دیتے تھے۔ بیمار بھی کس پایہ کے؟ وہ جنہیں اس وقت کے علم طب نے لاعلاج قرار دے دیا تھا۔ مادرزاد اندھا اور کوڑھی یعنی برص (اور یاد رہے کہ اس دور میں علم طب کا بہت زور تھا، جالینوس حکیم بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمعصر تھا) بیماری دور کرنا تو ایک طرف، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے فضل سے مردے بھی زندہ کر دیا کرتے تھے۔ غالباً مذکورہ دونوں بیماریاں آج بھی لاعلاج سمجھی جاتی ہیں اور موت تو ناممکن طور پر اٹل ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کو زندہ کرنے کی قوت بھی دے رکھی تھی۔ یہی نہیں لوگ گھروں میں جو کچھ کھاتے تھے یا جمع رکھتے تھے، وہ بھی اللہ کے پیغمبر علیہ السلام سے مخفی نہیں تھا۔ ذرا اور اس طرف غور فرمائیے قرآن پاک نے کس وضاحت سے انبیاء علیہم السلام کی بے مثال خداداد قوتوں کا اعلان کیا ہے اور بتوں کی بے بسی کا پردہ چاک کیا ہے۔ اس موقع پر یہ نکتہ بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ تمام بتوں کی مجموعی طاقت صفر + صفر + صفر = صفر ہے تو ان کے مقابلے میں ایک رسول اور پھر تمام رسولوں کی مجموعی طاقت کا اندازہ کیونکر ممکن ہے

جب کہ صرف ایک پیغمبر کے وہ کمال ہیں جو آپ نے اوپر ملاحظہ فرمائے اب آخر میں اسی آیت نمبر ۴۹ کے آخری جملے پر غور کیجئے اور وہ ہے

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

ترجمہ: بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

گویا ایمان کا معیار یہ ہے کہ اللہ نے اپنے نبی علیہ السلام کو جو معجزات و کمالات عطا فرمائے ہیں ان کا تقاضا یہ ہے کہ منصب نبوت کی بے مثال عظمت کے قائل ہو جاؤ۔ واقعی اللہ اپنے نبی کو ایسی برتر قوت و قدرت عطا فرماتا ہے، جو کسی اور کو نہیں دیتا۔ اگر کسی کے سینے میں ایمان ہو تو یہ بات سمجھنے کی کوشش کرے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے یہ خداداد کمالات ان کے دینے والے اللہ کی لاشریک قوتوں کا مظہر ہیں اور دین کی صداقت و حقانیت کا ثبوت۔ گویا مومن وہ ہے جو ان کمالات پر ایمان لائے اور ان کی روشنی میں اللہ کی توحید اور نبی کی نبوت کا دل و جان سے اقرار کرے۔ جو شخص ان کمالات سے صرف نظر کرتا ہے اور نبی علیہ السلام کو اپنے جیسا معمولی بشر ہی جانتا ہے، اس کے سینے میں ایمان کا نور نہیں اور وہ خدائے وحدہ لاشریک کی توحید سے بھی بے بہرہ ہے۔

ہاں ان معجزات میں یقیناً بڑی نشانی ہے ان کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں،

پھر اگر عیسیٰ علیہ السلام کو یہ قوتیں عطا ہوئیں تو جو سب نبیوں رسولوں کے سردار ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام ان کی قوتوں اور عظمتوں کے کیا کہنے۔ امام بوصیری رضی اللہ عنہ نے خوب فرمایا۔

وَكُلُّ آيٍ أَتَى الرُّسْلُ الْكِرَامُ بِهَا   فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُورِهِ بِهِمِ

فَإِنَّهُ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا   يُظْهِرْنَ أَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

ترجمہ: ہر جس قدر معجزے تمام انبیاء علیہم السلام لائے ہیں، سو وہ بیشک آپ کے نور سے ان کو ملے ہیں کیونکہ آپ فضل کے آفتاب ہیں اور باقی سب انبیاء ستارے ہیں کہ جہالت کی تاریکی میں اس آفتاب کا نور دکھاتے رہے ہیں۔

☆ ☆ ☆

توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

قسط: 61

از: محمد حسین

یہ شمارہ ماہ صفر میں شائع ہو رہا ہے اور اس مقدس مہینے کا ایک تعلق ان سید مخدوم امم، مرشد طریقت، اہل اللہ، مقتدائے صوفیاء حضرت سید ابوالحسن علی بن عثمان داتا گنج بخش ہجویری رضی اللہ عنہ کا عرس ہے۔ تصوف اور اسلام کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے، اسے سمجھنے کے لئے آپ کی مشہور و معروف کتاب کشف المحجوب کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ یہی کتاب ہے جو تصوف میں منتظر ان کی دیانت شکوک و شبہات کے ازالے کے لئے کافی جواب ہے۔ اس میں کتاب و سنت کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا گیا ہے۔ راہ حق کے مسافروں کے لئے منزل کی نشاندہی کرائی گئی ہے۔

یہ تکلیف دہ بات ہے کہ اسلام دشمن قوموں اور قوتوں نے مسلمانوں کو ان کے اپنے دین و تمدن اور تہذیب و تعلیم سے دور کرنے کے لئے انہیں اللہ کے پاک بندوں اور دین حق کے بے لوث علمبرداروں سے دور رکھنا ضروری سمجھا تو اس کے لئے انہوں نے مسلمان کہلانے والے لوگوں میں سے جو دستیاب ہو سکے ایک گروہ کو خریدا اور انہیں اللہ والوں کی مخالفت پر مامور کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے توحید کے بہانے اپنے ناپاک مشن کو جاری رکھا۔ ورنہ حقیقت میں یہ صوفیاء و علماء تھے جو سنت کے بہترین مبلغ اور توحید کے بہترین علمبردار رہے۔ یہ اپنے اپنے ادوار اور اپنے اپنے علاقوں میں حضور صادق اور امین (ﷺ) کے صادق ترین وارث اور امین ترین جانشین تھے۔

ان کے تمام کمالات و کرامات اطاعت خداوندی و اتباع سنت مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ثمرات و برکات تھے۔ جو لوگ ان کے کمالات باہرہ اور تصرفات ظاہرہ کا مشاہدہ کرتے تھے، اگر ضد و تعصب سے عاری ہوتے تو فوراً اللہ علی کل شیء قدیر اور محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آتے تھے۔ حق یہ ہے کہ انہوں نے محبوب خدا ﷺ کی ہدایت کے مطابق دل و جان سے اللہ کو مالک و حاکم کل مانا اور اس کے مقابلے میں دنیا کی کسی دولت کی خواہشات کی پروا نہیں کی تو اللہ نے بھی اپنے فضل سے اپنے محبوب معظم و اکرم ﷺ کے ان سچے نائبوں کو دولت و حکومت سے نوازا، بادشاہی دی اور پھر سب کچھ کر دیا۔ یہ رب یکتا کی شان ہے۔ دیکھئے قرآن پاک نے دعا کا کیا انداز سکھایا:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (آل عمران ۲۶)

ترجمہ: یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

یقیناً دنیا کے بادشاہوں کو بادشاہی وہی عطا فرماتا ہے اور جسے جو اقتدار ملتا ہے اسی کے عطا فرمانے سے ملتا ہے۔ پھر جب چاہے وہی چھین

بھی سکتا ہے کوئی اس کے آگے دم نہیں مار سکتا۔ یونہی دین کے بادشاہوں کو بھی حکومت واقتدار سے نوازا جاتا ہے۔ مگر دین کے مقابلے میں دنیا کی جو حیثیت ہے پوشیدہ نہیں چنانچہ دین کے حوالے سے جو حکومت وعزت عطا فرماتا ہے اس کے مقابلے میں دنیاداروں کی حکومت وعزت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ دین والوں کو وہ کیسی حکومت عطا فرماتا ہے۔ اس کی وضاحت اپنے داتا اپنے گنج بخش حضور داتا گنج بخش علیہ الرضوان کی اسی کتاب کے حوالے سے کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں (ولی کو بیعت سے عقود بجوہ کی بحث میں)

زانچہ اولیائے خداوند تعالیٰ مدبران ملک محمد ومشرفان عالم وخدا وند تعالیٰ مرایشاں راوالیان عالم گردانیدہ است حل وعقد آں بدیشاں ماز بستہ واحکام عالم راموصوں ہمت ایشاں گردانیدہ پس می باید کہ گنج زین رہ عصارے ایشاں وشفق ترین ہمہ دلہا در ایشاں بر خلق خدائے زانچہ ایشاں رسیدگان باشند۔

ترجمہ۔ اس لئے کہ اولیاء الٰہی مدبران ملک اور احوال عالم اور قوم عالم کے والی ہوتے ہیں اور نظام عالم ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ ہر قسم کے حل وعقد ان سے وابستہ ہوتے ہیں اور احکام عالم میں ان کا تصرف ہوتا ہے۔ بنا بریں یہ ضروری ہے کہ ان کی رائے تمام اہل الرائے پر فائق ہو، اور تمام قلوب کے مقابلے میں مخلوق کے ساتھ ان کا دل شفیق تر ہو، کیونکہ یہ لوگ خدا رسیدہ ہوتے ہیں۔ (ترجمہ کشف المحجوب از علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمۃ)

ان اولیاء اللہ و مدبران ملک میں خود حضرت داتا گنج بخش بڑے نمایاں ہیں۔ ان کے فیوض وبرکات کا چشمہ صدیوں سے جاری ہے اور روز افزوں بھی۔ دیار وامصار کے مردان باخدا اس کے آستانہ فیض عالم پر حاضری دیتے رہے اور روحانی ترقیات پر فائز ہوتے رہے۔ لاکھوں مشرکوں کو توحید اور لاکھوں کافروں کو ایمان سے بہرہ ور کرنے والے حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری قدس سرہ بھی تکمیل مدارج کے لئے انہیں کے آستان عالی پر معتکف ہوئے اور مراد کو پہنچے۔ کون ہے جو ان کے اس خراج عقیدت کو (جو انہوں نے سرکار داتا علیہ الرضوان کی بارگاہ میں پیش کیا) نہیں جانتا

گنج بخش فیض عالم، مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل، کاملاں را رہنما!

خیال فرمایئے حضرت داتا کی گنج بخشی دنیوی حیات تک محدود نہیں بلکہ تربت اقدس میں بھی یہ باران کرم جاری ہے اور حضرت غریب نواز قدس سرہ نے جس دور میں اعتکاف کیا وہ وصال کے بعد ہی کا دور ہے۔ پھر ایک غریب نواز ہی نہیں دوسرے اکابر اولیاء بھی، پھر یہ دین کے بادشاہ ہی نہیں دنیا کے تاجدار بھی پھر بادشاہ اور وزراء ہی نہیں بلکہ وحیتو الوگ بھی اور پھر اپنے یعنی مسلمان ہی نہیں ہندو سکھ عیسائی بھی مشکل گھڑی میں حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے اس سچے وارث کی بارگاہ میں حاضری دیتے رہے فریاد کرتے رہے مرادیں مانگتے رہے اور جھولیاں بھرتے رہے

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں

فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق

حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے دربار دربار فقراء ومساکین کا ہجوم دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ آخر اتنی کثیر تعداد کو حضور پرنور ﷺ کا یہ ارشاد کس نے سنا دیا ہے۔

اُطْلُبُوا الْفَضْلَ عِنْدَ الرُّحَمَاءِ مِنْ اُمَّتِيْ تَعِيْشُوْا فِيْ اَكْنَافِهِمْ فَاِنَّ فِيْهِمْ رَحْمَتِيْ (الامن والعلی بحوالہ ابن حبان، خرائطی وغیرہا)

ترجمہ میرے رحم دل امتیوں سے فضل مانگو ان کے دامن میں آرام سے رہو گے کہ ان میں میری رحمت ہے۔

صَلَّتْ يَا سَيِّدِيْ، وَيَا سَيِّدَنَا وَيَا سَيِّدَ الْعٰلَمِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمْ

واقعی جس میں حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی رحمت واسعہ کی جلوہ گری ہے لئے غوث اعظم ہاے داتا ہاے گنج بخش ہاے غریب نواز ہاے گنج شکری ہونا چاہئے۔ پھر جیسے مرد قبر میں بھی مرد عورت قبر میں بھی عورت مومن قبر میں بھی مومن عارف قبر میں بھی عارف غوث اعظم قبر میں بھی غوث اعظم داتا گنج بخش قبر میں بھی داتا گنج بخش غریب نواز قبر میں بھی غریب نواز اور گنج شکر قبر میں بھی گنج شکری رہتا ہے (رضی اللہ عنہم) جنہیں کہیں سکون نہیں ملتا ان کی قبروں پر ملتا ہے اور جن کی فریاد دنیا میں کوئی نہیں سنتا یہ حضرات سنتے ہیں۔ انہیں اللہ وہ ملک عطا فرماتا ہے جو سلب ہونے والا نہیں ہوتا اور انہیں ایسے خزانے عطا ہوتے ہیں کہ قبر میں جا کر یہ اور افزوں ہو جاتے ہیں۔ دنیا کے جنم زار میں ان کے دربار حقیقی رحمت کدے ہوتے ہیں اور انہیں رحمت گھر بھی کہہ لیا جائے تو بجا ہے۔ قرآن پاک فرماتا ہے۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (الاعراف۔۵۶)

ترجمہ: بیشک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے۔

چونکہ یہ قبر میں محسن ہی ہوتے ہیں بلکہ نفسانیت کا تھوڑا بہت نام ونشان بھی برزخ میں ختم ہو جاتا ہے لہذا ان کے احسان میں اور اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ محسن سے محسن تر بن جاتے ہیں لہذا اللہ کی رحمت ان کے وصال کے بعد ان کے اور زیادہ قریب ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے یہاں مزارات پر جو رحمت کی برسات ہوتی ہے، اس کی اور کہیں مثال نہیں۔ اللہ کی رحمت سے بڑھ کر کون مشکل کشا اور حاجت روا ہو سکتا ہے لہذا ان کے درباروں میں مشکل کشائی بھی ہوتی ہے حاجت روائی بھی۔ پھر اللہ کی رحمت جس بندے سے قریب ہے وہ اللہ کی رحمت کے سائے میں ہے بلکہ اس میں ڈوبا ہوا ہے۔ اب اگر وہ فریاد سنتا ہے کسی کی بگڑی بناتا ہے کسی کی مراد پوری کرتا ہے تو اسی رحمت خداوندی میں غریق ہونے کی وجہ سے یہ آستانے رحمت خداوندی کے نشان پا چکے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ ہم اگر کسی کے کام نہیں آسکتے تو سے ایسے کریموں کا پتا دیں جو رحمت خداوندی کے مظہر ہیں اور خدا کے فضل سے آن کی آن میں بگڑی بنا سکتے ہیں۔ آخر یہ روزمرہ کا معمول ہے کہ بیماری کے علاج کے لئے کسی قابل ڈاکٹر یا طبیب حاذق کا پتا پوچھتے ہیں۔ پھر کسی مقامی ڈاکٹر سے شفا یابی نہیں ہوتی یا اس کے بس کا روگ نہیں ہوتا تو کسی بڑے شہر کے بڑے ڈاکٹر کا پتا دیتا ہے (یا خود اس کی طرف REFER کرتا ہے) مگر وہ کتنا سنگدل ہے جسے کسی کا کام بنانے کی توفیق بھی نہیں اور جو کسی کا پتا بھی نہیں بتا سکتا بلکہ کسی مریض کو کہیں سے ایسے دار الشفا کا پتا مل جائے تو وہاں جانے سے روکتا ہی نہیں جانے والے کو مشرک کہتا ہے۔ یہ دیکھئے قسمت کی ستم ظریفی کہ خود کسی مریض و محتاج کے کام آنے سے رہا اسے طبیب یا حکیم کے پاس جانے سے روک رہا ہے، پھر اس سے آگے نکل جاتا ہے یعنی مریض و محتاج کو بھی کہاں رہتا ہے بلکہ چارہ گر و چارہ ساز کو بھی برا بھلا کہتا ہے۔ غور کیجئے اس کی شقاوت وخسارت پر کسی نے اس کا برا نہیں چاہا کوئی اس کا دشمن نہیں کوئی اسے نقصان نہیں پہنچانا چاہتا یہ پھر بھی سب کو دشمن سمجھتا ہے سب سے لڑائی مول لے رہا ہے، سب کو آنکھیں دکھا رہا ہے اور سب سے خواہ مخواہ الجھ رہا ہے۔ مگر کیا آپ نے سوچا اس کی لڑائی اللہ والوں سے نہیں اللہ کی رحمت سے ہے اللہ کی رحمت سے نہیں خود اللہ سے ہے۔ جسے اپنی کم فہمی بلکہ کج فہمی سے توحید سمجھتا ہے اس نے اسے مردود و مغضوب بنا کے رکھ دیا ہے۔ یہ خود کو اولیاء اللہ کا دشمن سمجھتا ہے اور اللہ اسے اپنا دشمن فرماتا ہے۔

مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ (بخاری)

جو میرے کسی ولی کا دشمن ہو میری طرف سے اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔

ایک وہ ہے جو خود کو اللہ کا دشمن جانتا ہے، ایسے شخص کی بدبختی میں کیا شک ہے۔ دوسرا وہ ہے جسے اللہ اپنا دشمن قرار دے رہا ہے، کیا یہ بدبختی میں اس سے کم ہے۔

اولیاء کرام کے فضائل وکمالات قرآن پاک میں مذکور ہوئے، ان کی عظمت وشان کا ذکر احادیث مقدسہ میں وارد ہوا بلکہ بندۂ مومن کی خداداد فضیلت کا عقیدہ خلافت آدم سے شروع ہوا اور انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے معجزات اور ان کے سچے وارثوں کی کرامات کا تسلسل انسان کی

ابتدائی تاریخ سے شروع ہوا۔ محبوب اعظم و اکرم ﷺ کی بعثت سے جہاں توحید پوری آب و تاب سے ظہور اسلام کا مہر درخشاں پوری جلوہ سامانی سے طلوع ہوا وہیں خدا اور عظمت و خودی انسانی کا عقیدہ بھی منظر عام پر پوری قوت و شوکت سے آیا۔ کتاب و سنت سے مرد مومن کا جو تصور ابھرتا ہے وہی جو حکیم الامت حضرت اقبال نے بیان فرمایا ہے

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کارکشا کارساز

مومن کی یہ شان قبر میں قائم بلکہ پہلے سے زیادہ ہوتی ہے کیونکہ دنیا میں وہ پابند ہوتا ہے موت کے ساتھ آزاد ہو جاتا ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّةُ الْکَافِرِ (مسلم۔ مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

ترجمہ: دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت

بات لمبی ہو گئی، میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ اپنی قبر میں بھی اپنے روز افزوں روحانی کمالات و برکات اور کرامات و تصرفات کے ساتھ زندہ و پائندہ ہیں۔ ایک زمانہ آپ سے جو دستگیری کا گواہ ہے اور آپ کی عنایات و عطیات کے گن گا رہا ہے۔ میں یہاں چاہتا ہوں کہ چند ایسے واقعات جو خود میرے ساتھ رونما ہوئے تھے یہاں بیان کروں تاکہ ایسے کریم حلیم کے کرم عظیم کا کچھ نہ کچھ شکر ادا کر سکوں بلکہ یہ شکر ہی کی تمہید ہے۔ حدیث پاک میں ہے

مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ (ترمذی شریف)

ترجمہ: جس نے لوگوں کا شکر ادا نہ کیا اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہ کیا۔

یہاں ساتھ اس بات پر بھی غور فرمائیں کہ جو لوگ اولیاء کرام و عظیم ارضوں کی خدمات اور رحمتوں اور برکتوں کا شکر ادا نہیں کرتے وہ آپ ہزاروں لاکھوں دعووں کے باوجود اللہ کے شکر گزار بھی نہیں ہوتے۔ ہاں ہاں یہ اللہ کا کرم ہے کہ اگر اس نے مشکلیں پیدا کی ہیں تو مشکل کشا بھی پیدا فرمائے ہیں۔ ایک شخص مشکلوں کا ذکر کرتا ہے مگر اللہ کے بنائے ہوئے مشکل کشاؤں کو خاطر میں نہیں لاتا تو یقیناً اللہ کا شکر ادا کرنے کی سعادت سے بھی محروم ہے۔

ہاں میں یہاں اپنے سے پیش آنے والی داتا صاحب قدس سرہ کی عنایات کے واقعات سنانا چاہتا ہوں مگر اس سے پہلے ایک واقعہ حضرت اقبال علیہ الرحمۃ کا بھی سن لیجئے۔ شاید یہ آپ کو کسی کتاب میں نہ ملے اسے مجھے میرے استاد گرامی حضرت علامہ مولانا محمد بخش صاحب مسلم بانی مسجد ... لاہور نے سنایا تھا اور حضرت مسلم حضرت اقبال اور حضرت قائد اعظم کے دست راست اور معتمد علیہ تھے۔

۱۹۶۰ء اور ۱۹۶۱ء کے وہ دن کتنے کیف انگیز تھے جب شام کے وقت حضرت مولانا محمد بخش مسلم علیہ الرحمۃ اپنے دولت خانے سے اکثر تشریف لاتے اور یہ فقیر درگاہ مرشد منظر ٹریننگ کالج لاہور کے ہاسٹل سے مغرب کے بعد دفتر سواد اعظم اندرون موچی دروازہ لاہور میں حضرت مولانا غلام معین الدین نعیمی علیہ الرحمۃ حاضر ہو جاتا تو گویا روحانی محافل کا یہ روزانہ علمی و فکری اجتماع ہوتا۔ اس میں حضرت مسلم بہت زیادہ اپنے مشاہدات بیان کرتے اور علمی و فکری عقدوں کی گرہیں کھولتے اور حضرت نعیمی بھی کبھی لب کشائی فرماتے مگر یہ فقیر محض ان بزرگوں کے ارشادات سنتا اور کبھی سوالات بھی کرتا۔ انہیں محفلوں میں ایک دن حضرت مسلم علیہ الرحمۃ فرمانے لگے کہ ایک بار علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کا گلا دکھنے لگا اور بات دشوار ہو گیا تو ہم نے کسی ڈاکٹر کو بلانے کا ارادہ کیا۔ علامہ فرمانے لگے نہیں، کسی ڈاکٹر یا حکیم کو بلانے کی ضرورت نہیں۔ میرا علاج اسی طرح کروائیے ایک درویش خدمت نے سرسید احمد خاں کا کیا تھا۔ ہوا یہ کہ سرسید کہیں تقریر کرنے کے لئے پہنچے مگر گلا بیٹھ گیا اور بات نہیں ہوتی تھی۔ اتنے میں ایک

درویش کہیں سے آنکلا۔ اس نے کہا تیرے متعلق مجھے [illegible] نہیں مگر [illegible] بھی بات کہنے کے لئے آیا تھا۔ احتیاطاً انگوٹھی کے دیتے ہیں چنانچہ اس (درویش) نے زمین سے تھوڑی سی مٹی اٹھائی [illegible] پٹی پر رکھ دی [illegible] ٹھیک ہو گیا۔ اب سے حضرت علامہ سے پوچھا ہم یہ [illegible] کر [illegible] فرمایا حضرت [illegible] گنج بخش [illegible] سے تھوڑی سی مٹی [illegible] در گئے پر لگا دو گا ٹھیک ہو جائے گا

ڈاکٹری معائنہ

[illegible] سے [illegible] ۱۹۹۰ [illegible] ہوں تھا [illegible] داخل ہوتا تو حسب معمول ایک ڈاکٹر [illegible] سے نگار [illegible] کے چیک اپ کرتا۔ مجھے یہ [illegible] بہت [illegible] محسوس [illegible] ایک چھوٹے سے کرے میں ڈاکٹر [illegible] دلچسپی کی بھی تعریف [illegible] مجھ [illegible] اس موقعے پر ایک پولیس صاحب جنہوں نے میرے [illegible] آپ بھی کرتیں۔ میں سخت [illegible] سے مسرا کر [illegible] تو ایک معمول کی بات ہے [illegible] ساتھ ہوتا ہے مگر کچھ [illegible] میں [illegible] حضور [illegible] کی [illegible] بھی ختم ہوئی۔ اب میں نے حضرت داتا صاحب قدس سرہ سے [illegible] دل ہی دل میں یہ فریاد کر رہا تھا کہ میری باری بھی آگئی۔ [illegible] آپ کے مہمان [illegible] کرتے ہیں تو کیا مہمانوں کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔ ٹھیک ہوں تو بغیر کسی قسم کے چیک اپ [illegible] ٹیسٹ وغیرہ کے بولے تو چھوڑ دو۔ [illegible] آپ تو بالکل ٹھیک ہیں میں نے کہا جی بالکل

ایک لڑکی اور ایک لڑکا

[illegible] مسجد میں [illegible] کے [illegible] میں کئی نمازیں [illegible] بالخصوص رمضان [illegible] کی عشاء [illegible] صاحب [illegible] شریف میں [illegible] عشاء [illegible] کے ایک خیمے میں سے ایک لڑکی نکل کر [illegible] بچی [illegible] بہت خوبصورت ہوئی [illegible] پیا انداز و دیکھ کر دل بہت زیادہ افسردہ [illegible] جب [illegible] کی۔ میں نہایت [illegible] اس کی بہن کا یہ [illegible] جوان [illegible] کی چوکھٹ پر حاضر ہوا اور [illegible] شریف میں حاضر ہو تو سب سے پہلے حسب معمول حضرت داتا قدس سرہ میرے ساتھ کھڑا تھا۔ مسجد کے امام صاحب [illegible] مسجد میں [illegible] سے حد درجہ عزت ہوئی۔ اس وقت ایک چھوٹا سا بچہ جو بمشکل چار پانچ سال کا ہوگا بلکہ بہت آہستہ آہستہ۔ یہ بچہ نماز فرض سنت نفل پڑھ کر [illegible] میں بھی کھڑا رہا۔ حتیٰ کہ امام صاحب کی رکعت سے جو بار تراویح پڑھے لوگوں کے لئے بھی صبر آزما ہو چکی تھی اس بچے نے کمال ہمت [illegible] سے ادا کیا۔ امام صاحب نماز وتر کی تیسری رکعت میں [illegible] قنوت کے لئے تکبیر کہی تو بچہ رکوع میں چلا گیا [illegible] امام صاحب کے رکوع میں [illegible] تک رکوع ہی میں رہا گویا یوں لگے داتا صاحب نے میرے معصوم [illegible] کو تسلی دینے کے لئے وہاں کھڑا کیا جہاں ساتھ ایک یہ [illegible] بچہ نماز پڑھ رہا تھا جو اس لڑکی سے بھی کم عمر تھا۔ گویا اشارہ اس طرف تھا کہ اگر لڑکی کے انداز سے پریشانی ہوئی ہے تو یہ بھی دیکھو ابھی ملت میں اس سے بھی کم عمر بعض ایسے بچے بھی ہیں جو [illegible] سعید ہیں۔

بیس روپے

سرکاری ملازمت کے [illegible] سے اپنے دل میں [illegible] کہ مہینے میں ایک بار ضرور حضرت داتا گنج بخش کے ہاں حاضری دیا کروں گا۔ چنانچہ [illegible] سال تک یہی معمول [illegible] گورنمنٹ [illegible] پر [illegible] میں [illegible] رہا تھا۔ داتا صاحب علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ یہ ۱۹۶۸ء [illegible] کا واقعہ ہے۔ اس زمانے میں داتا صاحب کے دربار میں (جمعرات کی) ہفتہ وار محفل آپ کے سر انور کی طرف ایک برآمدے میں ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ یہ تقریب جاری تھی اور میں مواجہ شریف میں (یعنی حضور داتا صاحب قدس سرہ کے چہرہ پر نور کی طرف) بیٹھا ہوا تھا۔ یہاں سے محفل محض چند فٹ کے فاصلے پر تھی اور آواز پوری طرح سنائی دے رہی تھی۔ ایک نعت خواں پڑھنے نے جب یہ شعر پڑھا کہ

میری ساری عمر دی کمائی　　　　داتا دی گلی دے پھیرے

کیہ جاں متقال دے   جو رشتے سے تیرے مرے

تو دن بہت تنگ ہو… میں سے بی سی بی میں عرس کی حضوری میں بیٹھے میں ایک دفعہ حاضر ہوتا ہوں۔ اگر میرے لئے آپ ایک دو سپے کا انتظام کر دیں تو ہر جمعرات کو حاضر ہو جایا کروں گا۔ (اس وقت مل پر چھنگ سے …… کا کرایہ …… آنا جاتا ڈبل ہو گیا ساڑھے چار روپے بس سٹینڈ سے داتا دربار کا چار آنے اور ڈبل (آنے جانے کا) آٹھ آنے۔ گویا یک بار آنے جانے کا کل پانچ روپیہ اور چار آنا کا ٹکٹ ہوتا ہے)

حیرت کی بات یہ ہوئی کہ واپس مل پر چھنگ پہنچا تو فخر اصفیاء حضرت علامہ مولانا ابو الطلاقت علامہ محمد سعید احمد صاحب مدظلہ العالی فرمانے لگے آج اس گاؤں سے ایک چوہدری صاحب آئے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک خطیب چاہیئے جسے تانگے والا بلایا دو روپے گھوڑا جایا کرے گا۔ خطیب کو ہم یہی دو روپے ہی دے سکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں۔ کیا تصرف ہے یہی بات کے وقت عرس کی اور واپس گھر پہنچنے سے پہلے پہلے انتظام کر دیا۔)

بابا گلاب شاہ علیہ الرحمہ رہ گھر کی جس مسجد میں خطبہ جمعہ کے لئے مقرر ہوا وہ حضرت بابا گلاب شاہ صاحب سے منسوب ہے اور اس کی شرقی دیوار کے ساتھ بابا جی کا مزار پر انوار ہے۔ ایک دو مہینے کے بعد مل پر چھنگ سے گورنمنٹ ہائی سکول شکر گڑھ میں میرا تبادلہ ہو گیا تو وہاں سے پہلی بار حسب معمول ہفتہ وار حاضری کے لئے حاضر ہو تو واپسی پر بس اڈے پر پہنچا ہی تھا کہ دل رسول نگر کے لئے بیقرار ہو گیا۔ میں شکر گڑھ جانا چاہتا تھا اور کوئی غیر مرئی طاقت رسول نگر کا شارہ ہی نہیں کر رہی تھی بلکہ یوں لگتا تھا جیسے گلے میں رسہ ڈال کر زبردستی کھینچ رہی ہے۔ بہر حال رسول نگر پہنچ گیا۔ یہ ایک عجیب تجربہ تھا اور خود مجھے بھی سخت حیرت تھی۔ کسی صاحب امر رسے پوچھا تو بولا بابا گلاب شاہ علیہ الرحمہ ناراض ہیں۔ آپ نے ان سے اجازت لئے بغیر ہی جانے کا اعلان کر دیا۔ اب جاؤ سنت ادا کرو اور باقاعدہ اجازت لے کر رخصت ہو جاؤ۔ امید ہے اب ایسا نہیں ہوگا۔ چنانچہ یونہی ہوا (یعنی پھر کھنچاؤ نہ ہوا)

انبیاء علیہم السلام کی دعا اور واپسی کی اجازت (گورنمنٹ ہائی سکول) شکر گڑھ میں تبادلہ ہو گیا تو یہاں سے بھی جمعرات کی ہفتہ وار حاضری جاری رہی۔ ہاں کبھی کسی ناگزیر مجبوری کی بنا پر جمعرات کو حاضر نہ ہو سکتا تو ہفتے کے دن آستان بوسی کرتا۔ اس زمانے شکر گڑھ نارووال سے لاہور کا سفر ٹرین کے ذریعے ہوتا تھا (کیونکہ نارووال مریدکے روڈ بعد میں تعمیر ہوئی) ایک بار ہفتے کی حاضری تھی سواتو اری صبح کو لنڈا وغیرہ سے فارغ ہو کر داتا صاحب کے آستان عالی پر حاضر ہو کر اجازت طلبی کی نیت سے سلام عرض کیا تو دل کو محسوس ہوا جیسے ابھی واپسی کی اجازت نہیں۔ (اس وقت دل کو یقین تھا کہ حضرت اجازت نہیں دے رہے) چنانچہ رک گیا۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بعد کتابوں کی دکانیں کھلیں تو میں مکتبہ نبویہ پر حاضر ہوا کہ کوئی نئی کتاب آئی ہو۔ انہوں نے رئیس التحریر مولانا ارشد القادری علیہ الرحمہ کی کتاب "جماعت اسلامی" دکھائی۔ میں اسے خرید کر دربار شریف میں آ گیا۔ اگلی ٹرین کے وقت کا اندازہ کر کے اب میں دوبارہ دربار شریف پر حاضر ہوا تو یوں لگا جیسے اجازت ہو۔ داتا صاحب قدس سرہ نے پہلے اجازت اسی لئے نہیں دی تھی کہ اس دور میں سوشلزم کا بہت شور تھا۔ اس کے رد کے لئے، اور اس کے مقابلے میں اسلام کی برتری ثابت کرنے کی مساعی میں جماعت اسلامی ہمارے ساتھ تعاون کر رہی تھی اور شکر گڑھ کے دیوبندی لوگ اپنے غلام غوث اور مفتی محمود کی اقتداء میں اس دور کے سوشلسٹوں کا ساتھ دے رہے تھے۔ ظاہر ہے اکٹھے چلنے پھرنے سے دل ٹھہرنے کو یک دوسرے کی طرف مائل ہو ہی جاتا ہے۔ اور پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دل پہلے مائل ہوتا ہے تو پھر قائل اور آخر میں بری طرح گھائل ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ جو مودودی صاحب کے ساتھ محبت کی اس آخری منزل پر پہنچ گئے ہیں وہ زبان سے مودودی صاحب کو معصوم نہ بھی کہیں مگر عملاً انہیں معصوم ہی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مودودی صاحب اگر تمام اکابر امت پر بھی کیچڑ اچھالیں تو ان کے تیر عقیدت سے گھائل ہونے والے معاذ اللہ سب اکابر کو باطل پر اور انہیں (یعنی مودودی صاحب) ہی کو حق پر سمجھتے ہیں۔ اگر ان کا قلم کسی صحابی رضی اللہ عنہ بلکہ کسی خلیفہ راشد رضی اللہ عنہ سے بغاوت پر آمادہ ہو تو بھی ان کے پرستار کے کان پر جوں نہیں رینگتی، بلکہ وہ مودودی کے بجائے انہیں پر ملامت کرتا ہے۔ یہیں تک نہیں، اگر ان کا قلم کسی نبی معصوم علیہ السلام کے خلاف معاذ اللہ اٹھ جاتا ہو تو بھی گھائل ہونے والوں کو تکلیف نہیں ہوتی۔ انہیں تکلیف اسی وقت ہوتی ہے جب کوئی شخص انبیاء کرام علیہم السلام صحابہ عظام علیہم الرضوان کی حمایت میں مودودی صاحب کی لا یعنی اور غیر ایمانی تحقیق کا جواب

رہتا ہے کہ قبول ہونے والے مودودی صاحب کے لئے نظر سے اس صفحہ تک قبول ہو [illegible]

اول اول مجھ کو انہیں اور ہمارا احساس نہیں ہوتا تھا لیکن اب مجھے بھی اثر ہوا [illegible]

ہے۔ مجھے بھی مودودی صاحب سے [illegible]

بھی جاری تھی۔ جس کا سلسلہ [illegible]

کتاب لے کر [illegible] مجھے بھی [illegible]

ایسا ہی [illegible]

وہ کس طرح میں مبتلا ہے۔ [illegible]

کہ وہ لکھی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ [illegible]

کہ ملکان سے [illegible]

سلم کائنات علیہ الصلوٰۃ و اکمل التحیات کے عظیم [illegible]

پیدا کرنے والا تو ایک ہی ہے۔ آپ کا شعر [illegible]

تیغ ملک نگین عالم بطور درہا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما!

کاملوں ... [illegible]

دیکھ آپ نے اگر مودودی صاحب اپنے معتقدوں [illegible]

طرح اس [illegible] کے دام ہمرنگ زمین سے بچا رہے ہیں۔

ماہ اسی سفر میں ایک اور الجھن بھی تھی۔ میں [illegible]

ہوتی ہیں۔ میں نے جواب دیا لیکن ان کی سب دعائیں منظور ہوتی ہے۔ [illegible]

حدیث پاک ہے جس میں کثرت نوافل سے قرب الٰہی [illegible]

(بخاری)

ترجمہ: اور اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں ضرور اس کو عطا کرتا ہوں

ظاہر ہے جب ایک مرد مقرب کا یہ مقام ہے تو [illegible]

کا ہمارا مشرب [illegible] خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان [illegible]

کی اس دعا کا ذکر آتا ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کے لئے [illegible]

رضا صاحب علیہ الرضوان سے [illegible]

ہوتا ہے حضرت داتا قدس سرہ [illegible] مضمون چھپ [illegible]

سلامی ہے۔ مجھے افسوس [illegible]

اور المیہ یہ ہے اس کی رحمت میں کوئی [illegible]

مگر [illegible] دامن مغفرت [illegible]

رحمت کامل و واضح [illegible]

کی ضرورت ہے۔ [illegible] میں اہمیت نہیں [illegible] ہیں اور ان کا آخری ٹھکانا ہوگا۔ یہ بھی سچ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام
قرب کامل پر فائز [illegible] ہے بد نصیب بھی ہیں جو ان کی دعاؤں سے فیض سے فائدہ اٹھانے کے اہل نہیں [illegible]
[illegible] کا منظر [illegible] ہے۔ [illegible] محبت اور عدم بیعت ہے۔
[illegible] بات یہ ہے کہ مجھے تو [illegible] کی اور حقیقت ہو اس کا ذمہ مجھ پر نہیں، ہاں اس کا ذکر کرنا [illegible]
[illegible] بھی یہ [illegible] گیا۔

جلوہ پیر کا: میں [illegible] چشتی غلام [illegible] قطب، قیوم ربانی حضور شہنشاہ [illegible] ثانی قدس سرہ النورانی کا اور میری بیعت ہے [illegible] حضرت [illegible] شہنشاہ [illegible] ربانی حضور نقش [illegible] ثانی قدس سرہ ہے۔ میرے والد و جد امجد رحمۃ اللہ علیہ پر حضور شہنشاہ [illegible] ثانی قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت تھے [illegible] ان کے اولین سجادہ نشین حضور نقش [illegible] ثانی کے (قدس سرہ)

میرے نانا جان چودھری علی محمد مرحوم [illegible] چودھری [illegible] حبیب مرحوم، دونوں بڑے اپنے اپنے وقت میں [illegible] سلسلہ عالیہ قادریہ میں [illegible] تھے۔ اس [illegible] مجھے بھی ہمیشہ بزرگوں سے خصوصی لگاؤ رہا مگر دور آخر میں یہ تعلق کئی گنا زیادہ ہو گیا۔ [illegible] حضرت [illegible] حاضر خدمت [illegible] دربار شریف حاضر ہوتا اور صبح [illegible] سے [illegible] شاید اس وقت [illegible] حضور نقش [illegible] ثانی قدس سرہ کی خدمت میں اتنی حاضری دی ہو اس کا سبب یہ ہے [illegible] حضور شہنشاہ [illegible] اور حضور نقش [illegible] ثانی قدس سرہ کی [illegible] کے علاوہ حضرت [illegible] گنج بخش قدس سرہ کی نگاہ کرم ہوا یہ کہ میں نے 1996ء [illegible] جبکہ ایک منقبت لکھی تھی

میرے آقا میرے مولا گنج بخش

اس میں ایک شعر تھا

میں بھی دیکھوں جلوہ اپنے پیر کا کر دو میری آنکھ بینا گنج بخش

دل یہ کہتا ہے کہ گنج بخش نے یہ التجا بھی قبول فرمالی اور مرشد کامل کے ساتھ ربط پہلے سے کئی گنا زیادہ ہو گیا۔

تمہیں سوگند ہے

مولانا ظفر علی خان

دل [illegible] ہیں حامل خدا کے فضل سے پایاں ہے میرے حال کو شامل
مسلماں ہوں [illegible] کامل قسم ہے [illegible] کی جانِ گرامی کی
کہ اک جھٹکے میں توڑوں گا میں زنجیر غلامی کی

ثریا سے بھی اونچا اپنی قوم کا علم ہو گا سر عدوئے ملت عرصۂ تیغ دو دم ہو گا
موحد ہوں مرا سر غیر کے آگے نہ خم ہو گا قسم ہے مذہب توحید کی مشعر خودی کی
کہ اک جھٹکے میں توڑوں گا میں زنجیر غلامی کی

نہیں ہے اک فقط معمورۂ ہندوستاں میرا بنایا ہے وطن اللہ نے سارا جہاں میرا
ہے اونچا ساری قوموں سے نشاں میرا قسم ہے سطوت کبریٰ کی یلغار روی کی
کہ اک جھٹکے میں توڑوں گا میں زنجیر غلامی کی

مسلک مجدد

[illegible] حضرت میاں جمیل احمد [illegible] نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible] شنیدہ باشند حضرت پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ [illegible] الصلوۃ والسلام در شب معراج چوں بر قبر حضرت کلیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ [illegible] رسیدند کہ در قبر نماز می گزارد و ہم در آں لحظہ چوں بآسمان رسیدند حضرت کلیم را [illegible] معاملات ایں موطن عجائب و غرائب [illegible] چوں فرزندی عظمی مرحومی نظر بر آں موطن بسیار [illegible] گفت آید [illegible] چہ سقف جنت عرش مجید است اما ایں روضہ ایست از ریاض جنت [illegible] عقل [illegible] در تصور آں عاجز باشد چشم دیگر است کہ تماشائے ایں [illegible] مجرد ایمان اگرچہ بحمد اللہ [illegible] عمل صالح است [illegible] از موت گناہ کبیرہ است در رنگ فرار یوم زحف [illegible] صبر نماید و ہم بمیرد از شہدا است و از فتنہ قبر ماموں است و آنکہ صبر نماید و نہ میرد از غازیان است۔

ان قال لی مت مت سمعا وطاعۃ
وقلت داعی الموت اھلاً و مرحباً

(از دفتر دوم حصہ ششم ص ۳۳ مکتوب [illegible])

ترجمہ: آپ نے سنا ہوگا کہ انبیاء قبر میں نماز پڑھتے ہیں [illegible] پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام معراج کی رات جب موسیٰ [illegible] علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر پر گزرے تو دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں اور جب اسی وقت آسمان پر پہنچے تو حضرت کلیم [illegible] دیکھا۔ اس مقام کے معاملات نہایت عجیب و غریب ہیں [illegible] چونکہ فرزند اعظم مرحوم کی تقریب پر اس مقام کی طرف بہت توجہ جاتی ہے اس لئے [illegible] عجیب و غریب اسرار ظاہر ہوتے ہیں [illegible] ان کا تھوڑا سا حال بھی بیان کیا جائے تو بڑے بڑے فتنے پیدا ہونے کا احتمال ہے، اگرچہ جنت کی چھت تو عرش مجید ہے لیکن قبر بھی جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے ___ عقل [illegible] تصور سے عاجز ہے وہ اور ہی آنکھ ہے جو اس قسم کی عجیب باتوں کو دیکھتی ہے [illegible] مجرد ایمان اگرچہ [illegible] سے نجات [illegible] بلند ہونا بھی عمل صالح پر موقوف ہے اور وبائی موت سے بھاگنا یوم زحف [illegible] کے مقابلہ سے بھاگنے کی طرح گناہ کبیرہ ہے جو کوئی وبا والی زمین (علاقہ) میں صبر کے ساتھ قیام کرے اور پھر مر جائے شہدا میں سے ہے۔

گر وہ کہے کہ مر جا مر جاؤں میں خوشی سے
پیک اجل کو کہہ دوں آ جا میں تیرے صدقے

فقراء کی خدمت

مکتوب شریف کہ از روئے التفات ارسال داشتہ بودند رسید محبت فقراء و توجہ بایں طائفہ [illegible] از اجل نعم [illegible] است [illegible] حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ استقامت برآں مسئول و مرجو است نیاز یکہ بدرویشاں فرستادہ بودند نیز [illegible] وقت [illegible] سلامت [illegible]

([illegible] مکتوب [illegible] ص [illegible])

ترجمہ: مکتوب [illegible] فقراء کی محبت اور اس گروہ سے توجہ [illegible] خدا تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ [illegible] استقامت عطا فرمائے [illegible] جو درویشوں [illegible] بھیجی تھی وہ بھی وصول ہوئی جس کیلئے حمد و ثنا کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا طریق

درویشانے کہ قدم راسخ در شریعت دارند والا عالم حقیقت نیک [illegible] ایشاں [illegible] طلب [illegible] جست [illegible] شد [illegible] ایشاں ظاہر شدہ [illegible] جناب قدس خداوند تعالیٰ جذب [illegible] متابعت [illegible] کوشش نمایند تا سر موئے مخالفت شریعت [illegible] کشادہ است کل خطرست تمام سبل مخالفت را باید مسدود ساخت۔

محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پے مصطفے ﷺ

ترجمہ: وہ درویش جو شریعت حقہ میں قدم راسخ رکھتے ہیں وہ اہل حقیقت سے بخوبی واقف ہیں ان سے امداد طلب کرنی چاہیے تاکہ حق تعالیٰ کی عنایت ان کے طفیل اپنی طرف کھینچے ... اگر شریعت کی مخالفت کا راستہ بال برابر بھی کھلا رہے تو ... مخالفت کے تمام راستوں کو بند کرنا چاہیے۔

اطاعت ہو نہ جب تک مصطفے ﷺ
کبھی حاصل نہ ہو دولت صفا کی

حضور ﷺ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے

باید دانست کہ خلق محمدی (ﷺ) در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشاء عنصری از نور حق جل وعلا مخلوق گشتہ است کما قال علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام خلقت من نور اللہ و دیگراں را ایں دولت میسر نشدہ است۔ (دفتر سوم حصہ نہم ص ۷۰ مکتوب ۱۰۰)

ترجمہ: جاننا چاہیے رسول اکرم ﷺ کی پیدائش دیگر افراد کی طرح نہیں کیونکہ آں حضرت ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے جیسے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا خلقت من نور اللہ (میری تخلیق اللہ کے نور سے ہوئی) کسی دوسرے شخص کو یہ سعادت میسر نہیں ہوئی۔

آپ ﷺ معراج بدنی سے مشرف ہوئے

حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از طلب رؤیت زخم لن ترانی خوردہ بیہوش افتاد و از طلب تائب گشت و محمد رسول اللہ ﷺ کہ محبوب رب العالمین است و بہترین موجودات اولین و آخرین باوجود آنکہ بدولت معراج بدنی مشرف شد و از عرش و کرسی در گذشت و از مکان و زمان بالا رفت (دفتر اول حصہ پنجم ص ۱۳۱ مکتوب ۲۷۲)

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام طلب دیدار کے بعد لن ترانی کا زخم کھا کر (جواب پا کر) بیہوش ہو گئے اور اس طلب سے تائب ہوئے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو رب العالمین کے محبوب اور تمام موجودات اولین و آخرین میں بہترین ہیں باوجود اس کے کہ جسمانی معراج کی نعمت سے مشرف ہوئے بلکہ عرش و کرسی سے گزر کر حدود زمان

وہاں سے بھی آگے تشریف لے گئے۔

حضور ﷺ کو بشر کہنے والے مجدد رضی اللہ عنہ کی نظر میں

محجوباں کہ محمد رسول اللہ ﷺ را بشر گفتند و در رنگ سائر بشر تصور نمودند ناچار منکر آمدند و جماعہ کہ او را علیہ الصلوٰۃ والسلام بعنوان رسالت و رحمت عالمیان دانستند و از سائر ناس ممتاز دیدند بدولت ایمان مشرف گشتند و از اہل نجات آمدند۔

جن عقل کے اندھوں نے حضرت محمد مصطفے ﷺ کو بشر کہ دوسرے انسانوں کی طرح تصور کیا بالآخر منکر ہو گئے اور جن سعادت مندوں نے ان کو رسالت اور رحمت عالمیان کے طور پر دیکھا اور تمام لوگوں سے ممتاز اور سرفراز سمجھا وہ ایمان کی سعادت سے مشرف ہو گئے اور نجات پانے والوں میں شامل ہوئے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان

ازیں تحقیق کہ ایں فقیر را الہام موفق شدہ ست اعتراضات مخالفان کہ بعدم زیادتی و نقصان ایمان نمودہ اند زائل گشت و ایمان عامہ مومناں در جمیع وجوہ مثل ایمان انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات نبود زیرا کہ ایمان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ تمام تجلی و نورانی ست ثمرات و نتائج باضعاف زیادہ دارد و ایمان عامہ مومناں کہ ظلمت و کدورت دارد ... ایمان ابی بکر رضی اللہ عنہ کہ در وزن زیادہ از ایمان ایں امت ست باعتبار نورانیت باید دانست و زیادتی در نتائج صفات کاملہ باید ساخت نہ پیچ کہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات با عامہ در نفس انسانیت برابر اند و در حقیقت و ذات ہمہ متحد تفاضل باعتبار صفات کاملہ آمدہ است و آنکہ صفات کاملہ ندارد گویا ازیں نوع خارج ست و از خواص و فضائل آں نوع محروم و جوابی تفاوت در نفس انسانیت زیادتی و نقصان راہ نمی یابد ... گفت کہ انسانیت قابل زیادتی و نقصان است واللہ سبحانہ اعلم بالصواب (دفتر اول حصہ چہارم ص ۱۳۱ مکتوب ۲۶۶)

ترجمہ: اس تحقیق سے کہ جس کے اظہار کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کو توفیق بخشی مخالفوں کے وہ سب اعتراض جو انہوں نے ایمان کے کم و بیش نہ ہونے پر کئے ہیں زائل ہو گئے اور عام مومنوں کا ایمان تمام وجوہ میں انبیائے علیہم الصلوات والتسلیمات کے ایمان کی طرح نہ ہوا کیونکہ انبیائے علیہم السلام کا ایمان جو کامل طور پر تجلی اور نورانی ہے، عام مومنوں

کے ایمان سے جو مومنوں کے درجوں کے اختلاف کے موجب بہت کی ظلمتیں اور کدورتیں رکھتا ہے۔ کئی گنا زیادہ ثمرات و نتائج رکھتا ہے اور اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان جو وزن میں اس امت کے ایمان سے زیادہ ہے انجلاء اور نورانیت کے اعتبار سے سمجھنا چاہئے اور زیادتی کو صفات کاملہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ کیا نہیں دیکھتے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نفس انسانیت میں عام لوگوں کے ساتھ برابر ہیں اور حقیقت اور ذات میں سب متحد ہیں۔ تفاضل یعنی ایک دوسرے سے افضل ہونا صفات کاملہ کے اعتبار سے ہے اور جس میں یہ صفات کاملہ نہیں ہیں گویا وہ اس نوع سے خارج ہے اور اس نوع کے فضائل اور خواص سے محروم ہے لیکن باوجود اس تفاوت کے نفس انسانیت میں زیادتی اور نقصان کا کوئی دخل نہیں اور نہیں کہہ سکتے کہ انسانیت زیادتی و نقصان کے قابل ہے۔

واللہ سبحانہ الملہم للصواب

فضیلت شیخین رضی اللہ عنہم

حضرت امیر رضی اللہ عنہ فرمودہ است کہ ابوبکر و عمر بہردو افضل این امت اند کسیکہ مرا برایشان فضل دہد مفتری است وا و را تازیانہ زنم چنانچہ مفتری را زنند و منازعات و محاربات کہ در میان اصحاب خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات واقع شدہ است بر محامل نیک محمول باید داشت (دفتر سوم حصہ ہشتم ص ۳۸ مکتوب نمبر ۱۷)

ترجمہ: حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس امت میں سب سے افضل ہیں جو کوئی مجھے ان پر فضیلت دے وہ مفتری ہے میں اس کو اسے کوڑے لگاؤں گا جیسے مفتری کو لگاتے ہیں اور حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے درمیان لڑائی جھگڑے سب کو نیک وجہ پر محمول کرنا چاہئے۔

خلفائے اربعہ کی فضیلت ان کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے

فضیلت حضرات خلفائے اربعہ بترتیب خلافت ایشان ست چہ اجماع اہل حق ست کہ افضل بشر بعد پیغامبران صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیمات علیہم اجمعین حضرت صدیق است رضی اللہ عنہ، بعد ازاں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ (دفتر دوم)

ترجمہ حضرت خلفائے اربعہ کی فضیلت ان کی خلافت کی ترتیب کے موافق ہے کیونکہ تمام اہل حق کا اجماع ہے کہ پیغمبروں کے بعد تمام انسانوں میں سے افضل حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

افضلیت شیخین رضی اللہ عنہما پر تفصیلی تبصرہ

امام برحق و خلیفہ مطلق بعد حضرت خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات حضرت ابوبکر صدیق ست رضی اللہ عنہ بعد ازاں حضرت عمر فاروق اللہ تعالیٰ عنہ، بعد ازاں حضرت عثمان ذوالنورین ست رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ازاں حضرت علی بن ابی طالب ست رضی اللہ تعالیٰ عنہ و افضلیت ایشاں بترتیب خلافت ست افضلیت حضرت شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است چنانچہ نقل کردہ اند آنرا، کابر آئمہ کہ یکے ازیشاں امام شافعی است، شیخ ابوالحسن اشعری کہ رئیس اہل سنت است فرمایہ کہ افضلیت شیخین بر باقی امت قطعی است انکار نکند افضلیت شیخین را مگر جاہل یا متعصب حضرت امیر کرم اللہ وجہہ لیفرمایہ کسیکہ مرا برابی بکر و عمر فضل دہد مفتری ست او را تازیانہ زنم چنانکہ مفتری را زنند۔ (دفتر دوم حصہ ہفتم ص ۷۲ مکتوب ۶۷)

ترجمہ حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امام برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ازاں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی افضلیت ان کی خلافت کی ترتیب پر ہے۔ حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کی افضلیت صحابہ و تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس کو ائمہ بزرگواروں کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا ہے جن میں سے ایک امام شافعی علیہ رحمتہ ہیں۔ شیخ ابوالحسن اشعری جو اہل سنت کا رئیس ہے فرماتا ہے کہ شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے سوائے جاہل یا متعصب کے اس کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے وہ مفتری ہے میں اس کو اسی طرح کوڑے لگاؤں گا جس طرح مفتری کو لگاتے ہیں۔

بزرگوں کی دعا سے قضا بدل جاتی ہے

حضرت قبلہ گاہی ام قدس سرہ بی فرمودند کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ در بعضے از رسائل خود نوشتہ اند کہ در قضا

سے میر بنا ئیں، مجاہب شت۔ تبدیل مدد مگر مرکہ اگر خواہم
ں و تصرف ہم را از ب س تب بچو بہر و ستجو کی فرمودند
ساتھ ..... یں فقیر بودہ آنکہ حق سبحانہ تعالیٰ
بایں دولت مشرف ساخت حقیقت حال منکشف گشت۔ (دفتر
اول حصہ دوم ۲ مکتوب ۲)

ترجمہ: حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ
حضرت پیر دستگیر قدس سرہ نے اپنے بعض رسالوں میں
لکھا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی کو تبدیلی کی مجال نہیں ہے مگر مجھے اگر
چاہوں تو... میں تصرف کر سکتا ہوں۔ میں اس بات پر بہت تعجب کیا
کرتا تھا کہ آپ کا فرمان بعید از فہم تھا اور بہت مدت تک یہ خیال فقیر
کے دل میں رہا۔ یہاں تک کہ حضرت حق تعالیٰ نے اس دولت
سے مشرف فرمایا اور حقیقت حال منکشف ہوئی۔

صورت شیخ

اگر در وقت ذکر نقش صورت پیر بے تکلف ظاہر شود۔ آنرا
از جناب باید بردو در قلب نگاہ داشت و اگر باید گفت مید انی کہ پیر
کیست پیر آنکس ست کہ از وہ طریق وصول بجناب قدس خداوندی
حاصل شد۔ استفادہ نمائی ومدد ہا نجات باداین طریق پیری مجردکلاہ
دادے شجرہ کہ عرف شدہ است در حقیقت پیری و مریدی خارج
است و داخل رسول و عادات مگر آنکہ جامہ تبرک از شیخ کامل و مکمل
بدست آری و با اعتقاد و اخلاص بوزند گانی نمائی احتمال ثمرات و نتائج
دریں صورت نیز قوی است۔ (دفتر اول حصہ سوم ص ۷۷ مکتوب ۲۶)

ترجمہ: اگر ذکر کے وقت شیخ کا تصور بے تکلف ظاہر ہو تو اس کو بھی
قلب کی طرف لے جانا چاہئے اور قلب پر نگاہ رکھ کر ذکر کرنا چاہئے
تو جانتا ہے پیر کون ہے؟ پیر وہ ہے جس سے تو خدا تعالیٰ کی پاک
جناب کی طرف پہنچنے کا راستہ سیکھے اور اس راستہ میں تو اس سے
مدد حاصل کرے صرف کلاہ دینا اور شجرہ پر نظر رکھنا جو آج کل
معروف ہے پیری و مریدی کی حقیقت سے خارج ہے البتہ یہ رسم و
عادت میں داخل ہے۔ ہاں اگر شیخ کامل سے کوئی کپڑا بطور تبرک مل
جائے تو اعتقاد و اخلاص کے ساتھ اسے پہن کر زندگی بسر کرنی
چاہئے۔ ایسی صورت میں بے شمار فوائد و ثمرات کے حاصل ہونے
کی توقع ہے۔

نماز کی حالت میں شیخ کا تصور بے ساختہ آنا

خواجہ محمد اشرف در زش نسبت رابطہ را نوشتہ بودند کہ
بحدے مستولی یافتہ ست کہ در صلوٰۃ آنرا مسجود خود مید انند و می بینند
اگر فرضاً نفی میکنند منتفی نمی گردد محبت اطوار ایں دولت متمنائے طلاب
ست محسل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات را جذب نماید
رابطہ را چرا نفی کنند کہ او مسجود الیہ ست نہ مسجود لہ چرا محاریب و مساجد
را نفی نکنند ظہور ایں قسم دولت سعادت مندان را میسر ست تا در جمیع
احوال صاحب رابطہ را متوسط خود دانند و در جمیع اوقات متوجہ او باشند
نہ در رنگ جماعہ بیدولت کہ خود را مستغنی دانند و قبلہ توجہ را از شیخ خود
منحرف سازند۔ (دفتر اول حصہ ششم صفحہ ۲ مکتوب ۳۰)

ترجمہ: خواجہ محمد اشرف نے لکھا تھا کہ رابطہ کی نسبت یہاں تک غالب
ہوگئی ہے کہ نمازوں میں اس کو اپنا مسجود جانتا اور دیکھتا ہوں اگر
بالفرض اس کو دور بھی کرنا چاہتا ہوں تو نہیں ہو سکتا۔

اے محب محترم طالبان حق اسی دولت کی تمنا کرتے ہیں
در ہزاروں میں سے ایک کو ملتی ہے۔ ایسے حال والا شخص کامل
مناسبت کی استعداد رکھتا ہے اور شیخ مقتداء کی قلیل صحبت سے تمام
کمالات کو جذب کر لیتا ہے رابطہ کی نفی کرتے ہو رابطہ مسجود الیہ ہے نہ
مسجود لہ۔ محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے۔ اس قسم کی
دولت سعادت مندوں کو میسر ہوتی ہے تاکہ تمام احوال میں صاحب
رابطہ کو اپنا وسیلہ سمجھیں اور تمام اوقات اسی طرف متوجہ رہیں۔ نہ ان
بدبخت لوگوں کی طرح جو اپنے آپ کو مستغنی جانتے ہیں اور توجہ کے
مرکز کو اپنے شیخ کی طرف سے پھیر لیتے ہیں۔

﴿ عرس مبارک ﴾

درایام عرس حضرت خواجہ قدس سرہ حضرت دہلی رسیدہ
بی طرح داشت کہ در ملازمت علیہ نیز برسند دریں اثنا خبر کوچ منتشر
گشت بضرورت توقف نمودہ بچند کلمہ نامربوط تصدیع دہ گشت اگر در
حضور است و اگر در غیبت بہمگی ہمت خواہاں سلامتی ایشان است
از انچہ نباید و نشاید و در بعضے اوقات بر آں می آرد کہ بلکہ ایشاں را اختیار
کردہ از آنچہ مانع عتبہ علیہ ایشاں باشد ہتاکید و مسافظہ مانع آید و در
مجلس شریف نااہلان را نگذارد امید ہا کہ جمیع آرزوہا میسر نیست
بضرورت بدعائے ظہر الغیب رطب اللسان است شاید کہ در معرض
قبول افتد حضرت احرار قدس سرہ در بزرگی و کلانی خود می فرمودند کہ ہر
چند کفر ست کہ کسے چناں کلاں شود کہ اگر برہم شود ہمہ عالم برہم شود

ناچار تواں کرد کہ ما را بے ما کلاں ساختہ اند مرا زاں قسم بزرگی و کلاں نزدیک است کہ در مادہ جناب شما صادق آید چہ رفاہیت شما رفاہیت خلائق است و بالعکس از ایں جاست کہ نزد مردم دعائے شما در رنگ نزول مطر است۔ (دفتر اول حصہ چہارم ص ۲۲،۲۳ مکتوب ۲۳۳)

ترجمہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے عرس شریف سے دل میں یہ حاضر ہو کر ارادہ تھا کہ آپ کی خدمت میں بھی پہنچے۔ لیکن شاید روانگی کی خبر پھیل گئی اس لئے توقف کر کے چند نامہ بردہ لکھوں سے آپ کو تکلیف دی ہے۔ فقیر خود حضور میں ہو خواہ غیر حاضر ہو ہر دم آپ کے لئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر نامناسب اور ناحق امر سے سلامت رکھے بعض اوقات آپ کی خیر خواہی کا فیصلہ اس بات پر لاتا ہے کہ ان کی دلیری کو اختیار کر کے ان چیزوں سے جو آپ کی بلند درگاہ کے لائق نہیں تاکید و مبالغہ کے ساتھ آپ کو ان سے منع کرے اور مجلس شریف میں نااہلوں کو نہ رہنے دے لیکن جانتا ہے کہ امیدیں حاصل نہیں ہوتیں ناچار آپ کے حق میں غائبانہ دعا سے تر زبان ہے شاید قبول ہو جائے۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ اپنی بزرگی اور کلانی کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ ہر چند یہ کفر ہے کہ کوئی بیہ بڑا ہو جائے کہ اگر برہم ہو جائے تو تمام جہان برہم ہو جائے لیکن کیا کیا جائے کہ ہم کو ہماری مرضی کے بغیر بڑا بنایا ہے۔ آج اس قسم کی بزرگی اور کلانی نزدیک ہے کہ آپ کی جناب کے بارے میں صادق آئے کیوں کہ آپ کی خوشحالی سے خلقت کی خوشحالی ہے اور خلقت کی خوشحالی آپ کی خوش حالی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک آپ کی دعائے خیر بارش کی طرح برس رہی ہے۔

ایصال ثواب کا صحیح تصور

ایضاً پرسیدہ بودند کہ ختم کلام اللہ کردن و نماز نفل گزاردن و تسبیح و تہلیل کردن و ثواب آنرا بوالدین یا باستاد یا باخوان دادن بہتر است یا بکسے ندادن بہتر بداند کہ دادن بہتر است کہ ہم نفع بغیر است و ہم نفع بخود و در نادادن نفع مخصوص بخود است و نیز شاید بطفیل دیگران آن عمل را قبول فرمایند والسلام۔ (دفتر دوم حصہ ہفتم ص ۸۷ مکتوب ۷۷)

ترجمہ نیز آپ نے پوچھا تھا کہ کلام اللہ ختم کرنا اور نماز نفل کا پڑھنا اور تسبیح و تہلیل کرنا اور اس کا ثواب ماں باپ یا استاد یا بھائیوں کو بخشنا بہتر ہے یا نہیں۔ واضح ہو کر بارگاہ الٰہی میں بخشنا ہی بہتر ہے کیونکہ

نہ شب ہے بلکہ مثبت ہے اور ان کا بھی۔ دور عجب نہیں کہ یہ عمل صالح دوسروں کے طفیل ہی قبول ہو جائے۔

ایصال ثواب کا مجددی طریق

پیش ازیں بچند سال عادت فقیر آں بودہ کہ اگر طعام می پخت بروح پرفتوح اہل عبا می ساخت و با آں سرور حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا و حضرت امامین رضی اللہ عنہم را ملحق میکرد علیہم الصلوات والتسلیمات شبے در خواب دید کہ آنسرور حاضر است علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام فقیر بہ پیشان عرض سلام نمود متوجہ فقیری نشوند و روئے مبارک دیگر سو می کردند دریں اثنا فقیر فرمودند کہ من طعام در خانہ عائشہ می خورم ہر کہ مرا طعام فرستد در خانہ عائشہ فرستد آں زمان فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشاں آں بودہ کہ فقیر حضرت صدیقہ را در آن طعام شریک نمی ساخت بعد ازاں حضرت صدیقہ را بلکہ سائر ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند شریک می ساخت و بجمیع اہل بیت توسل می نمود۔ (دفتر دوم حصہ ششم ۸۵ مکتوب ۳۶)

ترجمہ چند سال پیشتر فقیر کا یہ طریق تھا کہ جب طعام پکاتا اور اس کا ثواب اہل عبا کی ارواح پاک کو نذر کر دیا کرتا جس میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت امامین رضی اللہ عنہم کو شامل کر لیتا۔ ایک رات فقیر نے عالم خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف فرما ہیں۔ فقیر نے سلام نیاز عرض کیا تو حضور (ﷺ) فقیر کی طرف متوجہ نہ ہوئے بلکہ چہرہ مبارک پھیر لیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر کھانا کھاتا ہوں جس کسی نے مجھے طعام بھیجنا ہو تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجا کرے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ آنحضور کی توجہ نہ فرمانے کا باعث یہ تھا کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو شریک طعام نہ کرتا تھا۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بلکہ تمام امہات المومنین کو جو اہل بیت میں ہیں، شریک کر لیتا اور تمام اہل بیت کو اپنے لئے وسیلہ بناتا۔

سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ امام ربانی کی نگاہ میں

اما آں قدر خوارق کہ از حضرت سید محی الدین جیلانی

قدس سرہ ظاہر گشتہ است از ہیچ کدام آنہا ظہور نیافتہ آخر الامر حضرت حق سبحانہ سر ایں معمہ را ظاہر ساخت و معلوم فرمود و عروج ایشاں را اکثر بلند تر واقع شدہ است و در جانب نزول تا مقام روح فرود آمدہ اند کہ از عالم اسباب بلند تر است مناسبت ایں مقام۔ (دفتر اول حصہ سوم ص ۱۲۰ مکتوب ۲۱۶)

ترجمہ: مگر جس قدر خوارق حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ سے ظاہر ہوئے ہیں۔ ویسے خوارق ان میں سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آخر کار حق تعالیٰ نے اس معمہ کا بھید ظاہر کر دیا اور جتلا دیا کہ ان کا عروج اکثر اولیاء اللہ سے بلند تر واقع ہوا ہے۔ اور نزول کی جانب میں مقام روح تک نیچے اترے ہیں جو نسبت اس مقام کی عالم اسباب سے بلند تر ہے۔

سیرت شہ لولاک کا بیان

باعث سعادت اور وسیلہ نجات ہے

مت فقراء و رجاء ہادشاں نتیجہ آنست امید ندکہ ایں مقصود طور ویرگ در جواب آں چہ نوشتہ مگر تنگ فقرہ چند عبارت عربی۔ فوردو فضائل جد بزرگوار ایشاں کہ فخر العرب است علیہ و علی آلہ من الصلوات اتمہا و من التحیات اکملہا وآں سعادت نامہ را وسیلہ نجات اخروی خود سازد تنگ مداحی او علیہ الصلوۃ والتحیۃ نمیدہ بلکہ مقوال خود ہاں ستاید شعر

ماان مدحت محمدا بمقالتی
لکن مدحت مقالتی بمحمد

فاقول وباللہ سبحانہ العصمۃ والتوفیق ان محمد رسول اللہ سید ولد آدم و اکثر الناس تبعا یوم القیمۃ و اکرم الاولین والآخرین عند اللہ و اول من ینشق عنہ القبر و اول شافع و اول من یقرع باب الجنۃ فیفتح لہ وحامل لواء الحمد یوم القیامۃ تحتہ آدم و من دونہ وھو الذی قال علیہ الصلوۃ والسلام نحن الآخرون و نحن سابقون یوم القیامۃ و انی قائل قولا غیر فخر وانا حبیب اللہ وانا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم ثم جعلھم فریقین فجعلنی فی خیرھم فرقۃ ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیرھم قبیلۃ ثم جعلھم بیوتا فجعلنی فی خیرھم بیتا فانا خیرھم نفسا و خیرھم بیتا و انا اول الناس خروجا اذا بعثوا و انا قائدھم اذا وفدوا انا خطیبھم اذا انصتوا وانا شفیعھم اذا حبسوا وانا مبشرھم اذا ایسوا الکرامۃ و مفاتیح الجنۃ یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف علی الف خادم کانھم بیض مکنون واذا کان یوم القیامۃ کنت امام النبیین و خطیبھم و صاحب شفاعتھم غیر فخر ولولاہ ما خلق اللہ سبحانہ الخلق و لما اظھر الربوبیۃ و کان نبیا وآدم بین الماء والطین شعر

نمائے عصیاں کے در گرو
کہ در روئے چمن سید پیش رو

پس نا چار مصدقان ایں چنیں پیغمبر سید البشر علیہ الصلوۃ والسلام خیر الامم باشند خیر امت اخرجت للناس وقت ایشاں است و مکذبان او علیہ الصلوۃ والسلام بدترین بنی آدم اند اعراب اشد کفرا و نفاقا ایشان حال ایشاں تا کدام صاحب دولت راہ جامع سنت سنیہ او بود و زندہ و متابعت شریعت رضیہ او سرفراز سازند امروز عمل قلیل را کہ مقرون بتصدیق حقیقت دین او است علیہ الصلوۃ والسلام عمل کثیر برمیدارند اصحاب کہف ایں ہمہ درجات کہ یافتند بواسطہ یک حسنہ ست وآں ہجرت بود از دشمنان حق سبحانہ وتعالی بنور یقین ایمانی در وقت استیلا۔ معاندان مثل پادشاہان در وقت غلبہ دشمنان و استیلاء مخالفان اگر اندک تردد میکند آنقدر قبول مشود و اعتباری گردد کہ در وقت امن اضعاف آں در خیر اعتباری آید و اینجا چوں آں سرور محبوب رب العالمین است متابعان او بواسطہ متابعت بمرتبہ محبوبیت می رسند چہ محب در ہر کہ از شمائل و اخلاق محبوب خودی بیند آں کس را محبوب خودی دارد و مخالفان را از اینجا قیاس باید کرد۔

محمد عربی کابروی ہر دو سرا است
کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او است

اگر ہجرت ظاہری میسر نہ شود ہجرت باطنی را بکمال مرعی میباید داشت باایشاں بے ایشاں می باید بود بحمد اللہ سبحانہ بعد ذالک امر آ موسم نوروز رسیدہ است کہ دران ایام ہالی آن معاملہ را دور تفرقہ میدارد بعد از مضی آں ہنگامہ اگر ارادہ خداوندی جل سلطانہ مساعدت

سود مید وار است کہ شرف ملاقات گرامی میسر شود زیادہ اطناب موجب املال ست۔

ثبتکم اللہ سبحانہ علی جادة اٰبائکم لکرام السلام علیکم و علیھم الی یوم القیامة

ترجمہ آپ فقرا کے ساتھ ملتے جلتے اور ان سے محبت رکھتے ہیں۔ یہ بے سروسامان فقیر نہیں جانتا کہ اس کے جواب میں کیا لکھے سوائے اس کے کہ چند فقرے عربی عبارت میں جو آپ کے بزرگوار فخر العرب صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں ماثور ہیں لکھے اور اس سعادت نامہ کو آخری نجات کا وسیلہ بنائے نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرے بلکہ اپنے کلام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے آراستہ کرے۔ ترجمہ

پس میں کہتا ہوں اور اللہ ہی سے عصمت اور توفیق ہے۔

تحقیق محمد (ﷺ) اللہ کے رسول اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار ہیں اور قیامت کے دن لوگوں کی نسبت زیادہ پیروکاروں والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولین و آخرین سے بزرگ ہیں اور پہلے ہیں جو قبر سے نکلیں گے اور اول ہیں جو شفاعت کریں گے اور اول ہیں جن کی شفاعت قبول ہوگی اور اول ہیں جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کیلئے دروازہ کھول دے گا اور قیامت کے دن لواء حمد کے اٹھانے والے ہیں جس کے نیچے آدم اور ہر نبی انبیاء علیہم السلام ہوں گے اور وہ ذات مبارک ہیں جنہوں نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ہم ہی آخرین ہیں اور ہم ہی آگے بڑھنے والے ہیں اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا کہ میں اللہ کا دوست ہوں اور پیغمبروں کا پیشرو ہوں اور فخر نہیں اور میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں اور فخر نہیں اور میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں، جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا اور پھر ان کو دو گروہ بنایا اور مجھے ان میں سے اچھے گروہ میں کیا، پھر ان کے قبیلے بنائے اور مجھے ان میں سے بہتر قبیلے میں بنایا۔ پھر ان لوگوں کو گھروں میں تقسیم کیا اور مجھے ان میں سے بہتر گھر والوں میں پیدا کیا۔ پس میں از روئے نفس اور گھر کے ان سب سے بہتر ہوں اور میں سب لوگوں سے اول نکلوں گا جب وہ قبروں سے نکالے جائیں گے اور میں ان کا رہنما ہوں جب کہ وہ گروہ گروہ بنائے جائیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں جب وہ خاموش کرائے جائیں گے اور میں ان کو شفیع ہوں جب وہ روکے جائیں گے اور میں ان کو خوش خبری دینے والا ہوں جب وہ نا امید ہو جائیں گے اور کرامت اور جنت کی چابیاں اور لواء حمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولاد آدم علیہ السلام سے بزرگ ہوں، ہزار خادم میرے گرد طواف کریں گے جو خوشنما چمکدار موتیوں کی طرح ہوں گے اور جب قیامت کا دن ہوگا میں نبیوں کا امام اور ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گا اور مجھے اس بات کا فخر نہیں ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ خلقت کو پیدا نہ کرتا اور اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا اور آپ نبی تھے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام پانی اور کیچڑ میں تھے جن کے راہنما اور پیشوا ایسے نبی ہوں گے وہ گناہ کے عوض نہ پکڑا جائے گا پس ناچار ایسے پیغمبر سید البشر ﷺ کی تصدیق کرنے والے تمام امتوں سے بہتر ہیں کنتم خیر امة اخرجت ان کے حال کے مصداق ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلانے والے سب بنی آدم سے بدتر ہیں الاعراب اشد کفرا و نفاقا ان کے احوال کا نشان ہے۔

دیکھئے کس بہت نصیب کو حضور کی سنت سنیہ کی تابعداری سے نوازش کرتے ہیں اور حضور (ﷺ) کی پسندیدہ شریعت کی متابعت سے سرفراز فرماتے ہیں، حضور ﷺ کے دین کی حقیقت کو تصدیق کرنے کے بعد تھوڑا سا عمل بجالانا عمل کثیر کے برابر ہے۔

اصحاب کہف نے اتنا بڑا درجہ صرف ایک ہی نیکی کے باعث حاصل کیا اور وہ نور ایمانی کے ساتھ دشمنوں کے غلبہ کے وقت خدائے تعالیٰ کے دشمنوں سے ہجرت کر جانا تھا مثلاً سپاہ دشمنوں اور کلافوں کے وقت اگر تھوڑا سا بھی تردد کرے تو اس قدر نمایاں ہوتا ہے کہ اس کا اعتبار رہتا ہے کہ امن کی حالت میں اور اس سے کئی گنا اعتبار میں نہیں آسکتا اور نیز جب آنحضرت ﷺ خدائے تعالیٰ کے محبوب ہیں تو حضور ﷺ کے تابعدار بھی آپ کی تابعداری کے باعث محبوبیت کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں کیونکہ محب اور عاشق جس شخص میں اپنے محبوب کی عادتیں اور خصلتیں دیکھتا ہے اپنا محبوب ہی جانتا ہے اور مخالفوں کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے

ہیلہ دو جہاں کی آبرو کا ہیں نبی سرور
پڑے خاک اس کے سر پر جو نہیں ہے خاک اس در کی

اگر ہجرت ظاہری میسر نہ ہو سکے تو باطنی ہجرت کو مد نظر

رکھنا چاہئے، خلقت کے درمیان رو گران سے الگ رہنا چاہئے۔ جل اللہ سبحانہ بحرمۃ ذلک امنو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی امر پیدا کردے گا، موسم تو روز گیا ہے اور معلوم ہے کہ ان دنوں میں وہاں کے رہنے والے معاملہ کو پراگندہ رکھتے ہیں۔ اس ہنگامہ کے گزر جانے کے بعد اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو امید ہے کہ آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوگا۔ زیادہ لکھنا موجب تکلیف ہے بتکم اللہ سبحانہ علی جادۃ آبائکم الکرام السلام علیکم وعلیہم الی یوم القیمۃ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے بزرگ باپ دادوں کے طریق پر ثابت قدم رکھے آپ اور ان پر قیامت تک سلام ہو۔

حقیقت محمدی ﷺ اور شان لولاک

حقیقت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ حقیقۃ الحقائق ست

آنچہ در آخر کار بعد طی مراتب ظلال برایں فقیر منکشف گشتہ است تعین و ظہور حبی ست کہ مبدء ظہورات ومنشاء خلق مخلوقات ست در حدیث قدسی کہ مشہور است آمدہ است کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف اول چیزے کہ از گنجینۂ مخفی بر منصۂ ظہور آمد حب بودہ است کہ سبب خلق خلائق گشتہ اگر ایں حب نمی بود در ایجاد کشودہ عالم در عدم راسخ ومستقر مے بود سر حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک ولولاک لما اظہرت الربوبیۃ کہ در شان خاتم الرسل واقع است علیہم الصلوات والتسلیمات ہمیں جا باید جست وحقیقت ... در ایں مقام باید طلبید (دفتر سوم حصہ نہم ص ۱۲۸ مکتوب ۱۲۲)

ترجمہ: حقیقت محمدی ﷺ جو حقیقت الحقائق ہے مراتب ظلال طے کرنے کے بعد آخر کار اس فقیر پر ظاہر ہوئی ہے محبت کا تعین اور ظہور ہے جو تمام مظاہر کی مبدا اور مخلوقات کی پیدائش کا منشا ہے جیسے حدیث قدسی میں ہے، میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔ پس میں نے خلق کو پیدا کیا، اور اول جو چیز اس پوشیدہ خزانہ سے ظاہر ہوئی محبت ہے کہ جو مخلوق کی پیدائش کا سبب ہوئی ہے اگر یہ محبت نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا اور عالم عدم میں راسخ اور مستقر رہتے، حدیث قدسی (اگر آپ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو آسمان پیدا نہ کیے جاتے جو حضرت خاتم الرسل کی شان میں آئی ہے) کا بھید بھی اسی میں ڈھونڈنا چاہئے اور اگر آپ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا کی حقیقت کو اسی مقام پر طلب کرنا چاہئے۔

حقیقت محمدی ﷺ کا صحیح تصور

حقیقت محمدی علیہ من الصلوٰۃ افضلھا ومن التسلیمات

اکملھا کہ ظہور اول ست وحقیقت الحقائق ست بایں معنی کہ حقائق دیگر چہ حقائق انبیاء کرام وچہ حقائق ملائکہ عظام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کالظلال اند مر او را و وے اصل حقائق ست قال علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام اول ما خلق اللہ نوری۔ قال علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام خلقت من نور اللہ والمومنین من نوری پس ناچار ایں حقیقت واسطہ بود درمیان سائر حقائق و درمیان حق جل وعلا ووصول بمطلوب احدے را بے توسط او علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام محال باشد فھو نبی الانبیاء والمرسلین وارسالہ رحمۃ للعالمین علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات ازیں جاست کہ انبیاء اولوالعزم باوجود اصالت جمعیت او میخواہند بارزو داخل امتاں او میگردند کما ورد علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات والتحیات (دفتر سوم حصہ نہم ص ۱۲۷، مکتوب ۱۲۲)

ترجمہ: حقیقت محمد (ﷺ) جو ظہور اول میں سب سے بڑی حقیقت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے تمام حقائق کیا انبیاء کرام علیہم السلام اور کیا ملائکہ عظام کے حقائق سب اس کے اظلال کی مانند ہیں اور وہ تمام حقائق کا اصل ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ سب سے اول خدا تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔ اور فرمایا ہے میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور مومن میرے نور سے پس یہی حقیقت باقی تمام حقائق اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہے اور آنحضرت ﷺ کے واسطہ کے بغیر کوئی مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا۔ آپ تمام انبیاء اور مرسلین کے بھی نبی ہیں اور آپ کا تشریف لانا جہان کیلئے رحمت ہے یہی وجہ ہے کہ انبیاء اولوالعزم باوجود اصالت کے آپ کی اتباع طلب کرتے رہے اور آپ کی امت میں داخل ہونے کی آرزو کرتے رہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

اولیاء اللہ کے لطائف کی وسعتیں.....

آنچہ از بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ در یک آن در امکنہ متعددہ حاضر میگردند و افعال متباینہ بوقوع مے آرند آنجا نیز لطائف ایشاں متجسد باجساد مختلفہ مے شوند متشکل باشکال متباینہ وہمچنیں عزیزے کہ مثلاً در ہندوستان توطن دارد واز آں دیار بیرون نیامدہ است جمع از حضرت مکہ معظمہ مے آیند ومیگویند کہ آں عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم وچناں وچنیں درمیان

ماو آں عزیز گزشتہ است و جمع دیگر نقل میکنند کہ او را در صدوم دیدہ ایم و جمع دیگر در بغداد او را دیدہ اند، ایں ہمہ تشکل لطائف آں عزیز است باشکال مختلف (دفتر سوم حصہ ہفتم مکتوب ۵۸ ص ۲۵، ۲۴)

ترجمہ: جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک ساعت میں مختلف مکانوں میں حاضر ہوتے ہیں اور مختلف کام ان سے وقوع میں آتے ہیں، یہاں بھی ان کے لطائف مختلف جسدوں میں مجسد ہو کر اور مختلف شکلوں میں متشکل ہو کر جاتے ہیں۔ اسی طرح اس عزیز کا حال ہے جو ہندوستان میں وطن رکھتا ہے اور کبھی اپنے وطن سے باہر نہیں نکلا۔ بعض حضرات مکہ معظمہ سے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس عزیز کو حرم کعبہ میں دیکھا ہے اور ہمارے اس عزیز کے درمیان ایسی ایسی باتیں ہوئی ہیں۔ اور بعض نقل کرتے ہیں کہ ہم نے اس کو روم میں دیکھا ہے اور بعض بغداد میں دیکھ کر آتے ہیں۔ یہ سب عزیز کے لطائف ہیں جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔

عقائد مجدد مقبول رسالتمآب ﷺ تھے

واں رسالہ بالتماس بعضے یاراں میسر شدہ التماس نمودہ بودند کہ نصائح نوسید کہ در طریقہ نافع باشد و بمقتضائے آں زندگانی کردہ شود، الحق رسالہ غیر مکرر، کثیر البرکات ست بعد از تحریر آں چناں معلوم شد کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوۃ والسلام والتحیۃ با جمع کثیر از مشائخ امت خود حاضر اند و ہمیں رسالہ را در دست مبارک خود دارند و از کمال کرم خویش آں را بوسہ میکنند و بہ مشائخ می نمایند کہ ایں نوع معتقدات میباید حاصل کرد و جماعت کہ بایں علوم مستسعد گشتہ بودند نورانی و ممتاز اند و عزیز الوجود و در روبروئے آں سرور علیہ الصلوۃ والسلام والتحیۃ ایستادہ اند۔ والقصہ بطولہا و در ہماں مجلس باشاعت ایں واقعہ حقیر را امر فرمودند۔ (دفتر اول حصہ اول مکتوب ۲۰ ص ۳۵)

ترجمہ: اور یہ رسالہ بعض یاروں کی التماس سے لکھا گیا ہے یاروں نے التماس کی تھی کہ ایسی نصیحتیں لکھی جاویں جو طریقت میں نفع دیں اور ان کے موافق زندگی بسر کی جاوے۔ واقعی رسالہ بے نظیر اور برکتوں والا ہے، اس رسالہ کے لکھنے کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ اپنی امت کے بہت سے مشائخ کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور اس رسالہ کو اپنے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں اور اپنے کمال کرم سے اس کو چومتے ہیں اور مشائخ کو دکھاتے اور فرماتے ہیں کہ اس قسم کے اعتقاد حاصل کرنے چاہئیں اور وہ لوگ جنہوں نے ان علوم سے سعادت حاصل کی ہے وہ نورانی اور ممتاز اور عزیز الوجود ہیں اور آنحضرت ﷺ کے سامنے کھڑے ہیں، حاصل کلام اسی مجلس میں اس خاکسار کو اس واقع کے شائع کرنے کا حکم فرمایا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال پر مبنی دو تصانیف

تعلیمات مجددیہ اور ارشادات مجدد

پاکستان کے نامور محقق و صحافی جناب وقار انبالوی کا بے لاگ تبصرہ

O

۲۸ صفر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس دار فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت کی تاریخ ہے، حضرت مجدد الف ثانی کی زندگانی کا کوئی عہد یا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو نگاہوں سے اوجھل ہو ان کے یوم ولادت سے یوم وصال تک انکی ہر بات اور ان کا ہر کام ہمارے سامنے ہے لیکن ان کے دو کام ایسے بے مثال اور لازوال ہیں جن پر آج تک جو کچھ کہا گیا ہے وہ بھی کم ہے اور جو آئندہ کہا جائے گا وہ بھی کم ہوگا۔

ان کا سب سے نمایاں اور اہم کارنامہ برصغیر پاک و ہند میں تصوف و روحانیت کے اس سلسلے کو فروغ دینا ہے جو سلسلۂ نقشبندیہ کے نام سے معروف عالم ہے۔ اس وسیع و عریض خطہ زمین میں حضرت خواجہ باقی باللہ (رحمۃ اللہ علیہ) اس سلسلے کے پہلے بانی و نقیب ہیں اور حضرت مجدد ان کے جانشین خلیفہ و مرید ہیں حضرت مجدد نے ابن عربی کی فصوص الحکم کے مقابلے میں نصوص کو مقدم رکھا، اور وحدت الوجود کے طلسم و سحر سے عقول و اذہان کو نکال کر وحدت شہود کی شاہراہ پر ڈالا۔

ان کا دوسرا کارنامہ اس وقت کی مطلق العنان بادشاہت کو نہ صرف حدود اللہ کی طرف مائل کرنے کی سعی مشکور سے وابستہ ہے بلکہ ان تمام بدعات دینیات پر یک موحدانہ اور مومنانہ نگاہ ڈال کر ان کو خاکستر کر دینا بھی ہے جو عہد اکبری میں پہلے مساوات ادیان کے سلسلے میں اور پھر دین اسلام کے مقابلے میں اکبر شاہی کے جلو اور عقب تک گئیں۔ ان میں سر دربار بادشاہ کو سجدہ کرنا بھی تھا۔ حرکات کے بارے میں بادشاہ اور اس کے نیم حضوریوں کا حدود اللہ کو توڑنا بھی تھا اور دربار کے آداب و رسوم میں بعض مشرکانہ رسوم کی ترویج بھی تھی۔

پاکستان کے زمانہ حال کے سب سے بڑے فکری راہنما علامہ اقبال نے حضرت مجدد کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ اور زمانہ ماضی

قریب کے سب سے بڑے مفکر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے ان کے چراغ سے جس طرح فکر و نظر کے کئی چراغ روشن کئے اور جس طرح اور حضرت مجدد کی تعلیمات کے بعض تصورات کو جس طرح ہم آہنگ کرنے اور ایک سطح پر لانے کی کوشش کی وہ اہل فکر و نظر کے سامنے ہے لیکن حضرت مجدد کی علمی سطح تک پہنچنے کے لئے ہر زمانے میں بس ۔ تو حضرت شاہ ولی اللہ جیسے ہمہ گیر و ہمہ رس بزرگ میسر آسکتے ہیں اور حضرت علامہ اقبال جیسے مغربی و مشرقی علوم کے جامع ... حضرت کے ملفوظات و برکات سے استفادہ کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے یہ اندیشہ طبعی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کے عظیم کارنامے کی سمت مختلف رہے کوئی ناگوار صورت اختیار کرے۔ حال ہی میں یک ہی مقام سے حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات کے بارے میں کی ... مکتوبات کی تفسیر و تعبیر (اور کسی حد تک تاویل) پر مشتمل دو کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب کا نام "تعلیمات مجددیہ" ہے اور جسے ہمارے بزرگ معاصر ملک حسن علی صاحب بی اے جامعی نے ترتیب دیا ہے اور دوسری کتاب کا نام "ارشادات مجدد" ہے جو خانوادہ حضرت اعلیٰ میاں شیر محمد صاحب نقشبندی (رحمۃ اللہ علیہ) کے چشم و چراغ اور ان کے خلیفہ مجاز حضرت ثانی میاں غلام اللہ صاحب کے خلف الرشید ہیں اور میاں جمیل احمد صاحب کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ یہ آخر الذکر کتاب انہوں نے ترتیب دے کر شائع کی ہے۔

تعلیمات مجددیہ

تعلیمات مجددیہ کچھ دن پہلے شائع ہوئی ہے اور ۲۲۸ ۱۸ سائز کے کوئی سوا پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں حضرت مجدد کے بعض اقتباسات سے یہ ثابت کرنے کی سعی کی گئی ہے کہ حضرت مجدد کا مسلک مسلک اہل حدیث کے نزدیک تھا خصوصاً توسل و استمداد، تصور شیخ اور عطائے نسبت کے بارے میں ملک صاحب نے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مجدد ان کے حق میں نہ تھے چونکہ ملک صاحب خود مسلک اہل حدیث کے پابند ہیں اس لئے انہوں نے حضرت مجدد کو جہاں ہندوانہ اور مشرکانہ بدعات و رسومات کا دشمن تسلیم کیا ہے وہاں انہوں نے ان مسلمانوں کو بھی حضرت مجدد کی تعلیم سے بیگانہ سمجھا ہے جو بیعت و تقلید کو روا رکھتے ہیں اور اعراس و نذر و نیاز کے قائل ہیں اس طرح تعلیمات مجددیہ کے مطالعہ سے یہ تصور پیدا اور پختہ ہوتا ہے کہ حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات کے ذریعہ اہل حدیث کے عقائد کی تعلیم و ترغیب دی ہے جو اہل حدیث کے مسلک حاضر ہیں۔

ارشادات مجدد

ارشادات مجدد کے فاضل مرتب نے اگرچہ ساری کتاب میں کہیں تعلیمات مجددیہ یا اس کے فاضل مؤلف و مرتب کا ذکر نہیں کیا لیکن حضرت مجدد کے ملفوظات سے ان تمام خیالات کی تردید کی ہے جو تعلیمات مجددیہ کے مطالعے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔

ارشادات مجدد کے مرتب خود سلسلہ مجددیہ نقشبندیہ کے اہل حال بزرگ ہیں۔ ان کی سمجھ میں یہ بات کیسے آسکتی تھی کہ حضرت مجدد کے سلسلے میں بیعت و تقلید کا جو سلسلہ انہی کی حیات مبارک میں شروع ہوا اور اب تک جاری ہے۔ ان کی تعلیمات و مکتوبات سے یہ مرگز متبادر ہو سکتا ہے کہ جن امور و مسائل پر تعلیمات مجددیہ کے مکتوبات کے اقتباسات سے یکطرفہ روشنی ڈال دی گئی ہے حضرت مجدد مسلک اہل حدیث سے ہم آہنگ ہو سکتے ہیں یا ان کے مسلک اہل حدیث سے کوئی ربط و تعلق ہے۔ (دفتر سوم مکتوب ۳۲)

اولیاء سے استمداد کا مسئلہ

اس اقتباس سے کسی کلمہ گو کو کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا لیکن غیر اللہ میں صرف بت اور طاغوت شامل نہیں اور اس استمداد سے مقصود حسب حوائج کا وہ مسئلہ حل نہیں ہوتا جس کی بعض صورتیں رائج ہیں۔ مثلاً وسیلہ طلبی اور توسل سے دعا۔ کیونکہ پھر زندگی میں ہر روز لوگ استمداد طلب حوائج کے سلسلے میں عام لوگوں کے پاس بھی جاتے ہیں اور اگر یہ آنا جانا بند ہو جائے تو پوری معاشرت معطل ہو کر رہ جائے گی لیکن اگر انسانوں کی باہمی مطلب برآری یا تعاون کو استمداد کی تعریف سے خارج کر دیا جائے تو بھی استمداد بالاولیاء کے بارے میں حضرت مجدد صاحب کا ارشاد بالکل واضح ہے۔ اپنی ایک قلبی اور روحانی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"ایک مدت تک یہ حالت رہی پھر اتفاقاً ایک ولی اللہ کے مزار مبارک کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوا اور اس معاملے میں اس مدفون ولی اللہ سے میں نے مدد و اعانت طلب کی چنانچہ اسی دوران اللہ جل شانہ کی عنایت شامل حال ہوگئی اور عین اسی وقت حضور خاتم المرسلین کہ رحمۃ للعالمین ہیں، کی روحانیت سے بھی دل کو اطمینان ہوا۔ (دفتر اول مکتوب ۳۲)

☆ ☆☆ ☆

قسط اول

حقیقت بابیت و بہائیت

حضرت علامہ سعید عامر نقشبندی حسینی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام حق ہے اور اسکے سوا جو کچھ ہے باطل ہے۔ حق و باطل میں لڑائی ازل سے جاری ہے۔ حق باطل کو تسلیم کر لے تو وہ حق نہیں رہتا اور باطل حق کو مان لے تو پھر وہ باطل کیسا۔ بقول اقبال۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

قرآن پاک کے مطابق خالق ارض و سما نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا نائب اور مسجود ملائکہ بنایا تو ابلیس جو بزعم خود جمیع مخلوقات الہیہ میں معزز و صاحب اکرام بنا بیٹھا تھا اور ہر طرح کی فضیلت و بزرگی کا دعویدار تھا بہت سٹپٹایا اور اعلان بغاوت کر دیا۔ کہنے لگا

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ○ (سورۃ الحجر۔ آیت ۳۹)

ترجمہ: بولا اے رب میرے قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں انہیں زمین میں بھلاوے دوں گا اور ضرور میں ان سب کو بے راہ کروں گا

چنانچہ اس مجسمہ شقاوت و نجاست کے اعمال سیاہ کا مشاہدہ تاریخ کے ہر دور اور کرہ ارض کے ہر کونے میں کیا جا سکتا ہے۔ گزشتہ ایڑھ دو صدیوں میں بالخصوص متعدد ابلیسی فتنوں نے سر اٹھایا' حق کے اجالے کو باطل کی ظلمات نے دھندلا دینا چاہا' تاہم اہل حق نے ماضی کی روایات کو قائم رکھتے ہوئے ان کا سر کچلنے کی بہترین کوششیں کیں اور بالآخر حق کا پرچم سربلند ہوا۔ رب ذوالجلال کے فرمان عالیشان اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کی صداقت دنیا پر واضح ہوتی رہی اور اسلام کے اجالے کو بجھانے کی کوشش کرنے والے خود ملیامیٹ ہوتے گئے۔ قرآن فرماتا ہے

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ (صف۔ آیت ۸)

ترجمہ: چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر

دنیائے اسلام میں جن فتنوں نے گمراہی و ضلالت کا جال بچھانے اور متعدد کند ذہنوں کو ورغلانے کی مذموم و مکروہ جسارت کی ہے' ان میں رافضی' خارجی' آغا خانی' اسماعیلی' مودودی' نیچری' چکڑالوی' توحیدی' قادیانی' کو ہر شاہی فتنوں کے علاوہ بابیت و بہائیت کا بھی نہایت اہم کردار ہے۔ جس نے شعائر اسلامی کا مذاق اڑانے' تعلیمات خداوندی میں ترمیم و تحریف کرنے اور انتشار و افتراق کا دروازہ کھولنے میں اپنے پیشروؤں کی مانند کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اس تحریر کا مقصد اس بابی و بہائی مذہب کی حقیقت' ان کے بانیان مرزا محمد علی (باب) اور مرزا علی حسین (بہاء اللہ) کا تعارف' اسلام دشمن سیاہ کارنامے' عقائد و اعمال' تحریفات اور خرافات کا ذکر ہے تاکہ عوام الناس اغیار کی سازشوں اور ان کے عزائم سے آگاہ ہوں یہ اور اس طرح کے جتنے لوگ جو جزوی کامیابیاں حاصل کرتے رہے' اس کا سبب ہماری بے حسی اور تغافل تھا۔ درحقیقت وہ بے پروائی کے راہی جلسے نے اگر اپنا تسلسل قائم رکھا تو اس طرح کے یہ فتنے سر اٹھاتے اور امت میں انتشار پیدا کرتے

رہیں گے۔ ہم لوگ مادہ پرست اور دنیادار جبکہ دین سے بے رغبت ہوتے چلے جا رہے ہیں جس کا لازمی نتیجہ عمل کی بیماری کی صورت ظاہر ہو رہا ہے۔ خدا را ہوش کیجئے نئی نسل و خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت و عشق کے جذبے سے مخمور و مسحور کر دیں سرکار نامدار ﷺ کی پاکیزہ اور طاہر و مطہر تعلیمات کا نور ان کے سینوں میں بسا دیجئے پھر کوئی سید، کوئی مرزا، کوئی باب اور کوئی بہاء دوست ہمارا بال بیکا نہ کر سکے گا۔ سنئے اور خوب اچھی طرح سے یاد کر لیجئے کہ ہماری جسمانی و روحانی بقا کا ضامن قرآن ہے اور حدیث مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہے جس کی تعلیمات اللہ اور اسلام سے ہر طرح کی آوارگی دہریت اور کفر و شرک کو تار تار کرتی ہے۔ اپنی اولادوں کو سکھاؤ کہ ہر مسئلہ، ہر پریشانی اور ہر قسم کی اصلاح احوال کے لئے قرآن و حدیث کی طرف رجوع کریں اور جب یہ سبق پک جائے تو پھر بھٹکنے کا خطرہ نہ ہو گا۔

بابیت کا وجود کیونکر ہوا۔ بابیت کا بانی مرزا علی محمد شیرازی تھا۔ جس کی تاریخ پیدائش یکم محرم ۱۲۳۵ھ بمطابق ۲۰ اکتوبر ۱۸۱۹ء اور مقام پیدائش شیراز (جنوبی ایران) بیان کیے جاتے ہیں۔ (بہاءاللہ و عصر جدید مصنف ج۔ای۔ اسلمنٹ) ابتداء میں اثنا عشری شیعہ تھا۔ بعد میں اس نے اسماعیلی فرقہ اور فرقہ شیخیہ کے باطل عقائد کا ایک مرکب تیار کیا۔ بہاءاللہ و عصر جدید اور بابی دیگر کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پچیس سال کی عمر میں ۱۲۶۰ھ میں اس نے اپنے لئے باب کا لقب اختیار کیا اور اس کے پیروکار بابی کہلائے۔ لفظ باب کی تشریح مقالہ سیاح صفحہ ۳ میں یوں ملتی ہے

"لفظ یا اصطلاح باب سے آپ کی مراد یہ تھی کہ آپ ایک عظیم الشان شخص کے فیض کا ذریعہ ہیں جو ابھی پردہ جلال میں مخفی تھا اور جو بیشمار اور بے حد کمالات کا مالک تھا۔ اسی کی مرضی سے آپ حرکت کرتے تھے اور اس کی محبت کی رسی کو آپ تھامے ہوئے تھے"

مزید تشریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ باب سے اس کی مراد یہ تھی کہ وہ امام مہدی علیہ السلام کے فیض کا واسطہ ہے جو ہنوز پردہ غیب میں مستور ہیں۔ لیکن جلد ہی اس نے مستقل مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اس کی اپنی کتاب 'البیان' (جسے وہ قرآن سے زیادہ مقدس قرار دیتا ہے۔ نعوذ باللہ) کے مطابق یہ اعلان ۱۲۶۰ھ جمادی الاولیٰ کی پانچویں رات بمطابق ۲۳ مئی ۱۸۴۴ء غروب آفتاب سے دو گھنٹے اور گیارہ منٹ بعد کیا گیا۔

تاہم مرزا علی محمد کے بیانات اور دعووں میں سخت اختلال و اضطراب پایا جاتا ہے۔ پہلے سال اس نے باب ہونے کا دعویٰ کیا۔ ساتھ ہی وہ خود کو 'ذکر' اور 'ذات حروف سبعہ' (جس کے نام میں سات حروف ہیں) بھی لکھتا تھا۔ دوسرے سال بابیت کا منصب اپنے ایک مرید ملا حسین بشرویہ کو بخشا اور خود مہدی موعود بن بیٹھا اور جب ملا حسین مارا گیا تو منصب بابیت اس کے بھائی ملا حسن بشرویہ کو دیا گیا (نقطۃ الکاف۔ ص ۱۸۱)۔ لیکن یہ منصب انہی تک محدود نہ تھا بلکہ حاجی کاظم شیخ محمد حسائی اور علی خراسانی نامی اشخاص بھی اس پر فائز تھے۔ (نقطۃ الکاف۔ ص ۹۹، ص ۱۰۰، ص ۱۰۲، ص ۳۲) اسی طرح مرزا نے من یظہرہ اللہ (جس کو اللہ ظاہر کرے گا) نام کی شخصیت اور یہ نئی مختلف ناموں کی مختلف شخصیات تجویز کر کے ان کی من گھڑت صفات کی تشریح میں اپنے قلم کی خوب جولانیاں دکھائیں۔ نمونہ ملاحظہ فرمائیں

جب من یظہر اللہ ظاہر ہوتا ہے تو ان لوگوں کے سوا جو اس پر ایمان لے آتے ہیں، ہر شخص کا ایمان سلب و منقطع ہو جاتا ہے۔ (بیان باب ۳ واحد ۲) عوام و خواص نے اس کے گمراہ کن عقائد کی بنا پر سرزنش کی تو حضور کو واسطہ رسول امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تشبیہ دینے لگا۔ (نقطۃ الکاف) (نعوذ باللہ)

پھر ہم (الحمد للہ) مسلمان تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ ظہور کے قائل ہیں مگر اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھی دوبارہ ظہور کا شوشہ چھوڑا اور کہا کہ ان دونوں انبیاء کا ظہور اس کے توسط سے ہو گا۔

جب دیکھا کہ اس کے پیروکار مسحور ان دعووں کے متحمل ہو گئے تو ایک قدم اور آگے بڑھا کر ان کے گلے میں ایک اور دعوے کا طوق ڈال دیا کہ میں خدا کا مقدس پیغمبر ہوں۔ (نعوذ باللہ) (بہاءاللہ و عصر جدید ص ۳۸)

یہ شخص جو صحیح معنوں میں انسان کہلانے کا بھی حقدار نہیں، ذرا

دیکھئے کہ کس دیدہ دلیری سے اسے کیا کہا جا رہا ہے۔

"حضرت باب نے بعد میں 'نقطۂ اولیٰ' کا مقدس لقب اختیار کیا۔ مسلمان یہ لقب صرف محمد (ﷺ) کو ہی دیتے تھے۔ ان کے امام بھی جن سے وہ اختیار و الہام پاتے تھے نقطہ سے دوسرے درجہ پر گنے جاتے تھے۔ اس لقب کو اختیار کرنے سے حضرت باب 'حضرت محمد (ﷺ) کی طرح اولوالعزم بانیان ادیان کی صف میں آ گئے"۔ (نعوذ باللہ) (بہاء اللہ و عصر جدید۔ ص ۳۱) خود مرزا 'بیان' میں لکھتا ہے کہ "قرآن کا درخت تو رسول اللہ (ﷺ) کے زمانہ میں لگا لیکن اس کا کمال ۱۲۷۰ھ میں (علی محمد باب کے زمانہ میں) ہوا"۔

مزید ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "محمد (ﷺ) اور حضرت علی نے مجھ سے بیعت کی اور یہ کہ اب تک آنحضرت (ﷺ) اور حضرت علی الگ الگ اور جدا جدا تھے، میں ان دونوں کا جامع ہوا اور اسی وجہ سے میرا نام بھی علی محمد ہے۔ (مذاہب الاسلام ص ۶۳۷)

بالآخر اس نے کفر و ضلالت کی آخری منزل بھی طے کر لی کہ دعویدار ہوا کہ ذات خداوندی اس میں حلول کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے توسط سے مخلوقات کے سامنے جلوہ افروز ہوتا ہے۔ (نعوذ باللہ) حالانکہ خداوند کریم کی ذات حلول کرنے سے پاک ہے۔

اس نابکار نے خود کو اس عظیم الشان 'عالی مرتبت نبی رحمت ﷺ کے ہم پلہ بلکہ ـــــ قرار دیا، جس کی سیادت و قیادت کو سرخیل گروہ ملائکہ بھی تسلیم کرتا ہے اور خود رب کائنات جس کے بے مثل 'اکمل و اعظم و اکرم و اتم ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ اس (باب) کی یہ دیدہ دلیری و جسارت اسے دنیا بھر کی لعنتوں کا حقدار بناتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی اس حرکت پر جتنی مذمت بھی کی جائے، کم ہے۔

اس کا کہنا یہ بھی تھا کہ جب تک تمام دنیا میری مطیع نہ ہو جائے تمام تکالیف شرعیہ ملتوی۔ پس اب اگر میرے مریدوں میں سے کوئی شخص منہیات شرعی کا مرتکب ہو یا احکامات شرعی کی بجا آوری نہ کرے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ اس کے مذہب میں حقیقی بہن حلال تھی۔ ایک عورت کو نو آدمیوں کو نکاح میں لانا جائز تھا۔ عورتیں بے پردہ مجلسوں میں شریک ہوتیں اور شرابیں پلاتیں۔ (مذاہب الاسلام) بحوالہ ملا حسین

بشرویہ نامی شخص جس کا اوپر ذکر ہوا، گرویدہ ہوا۔ مرزا احمد اردبیلی، ملا صادق، شیخ ابوتراب شہرودی، ملا یوسف اردبیلی، ذبیح، ملا حسنی کندی، موسیٰ ہندی (جو یامن کی طرح خبر کا بھی اندھا تھا) وغیرہ کا شمار بھی اس کے اولین مریدوں میں ہوتا ہے۔ کئی لوگوں کو مرزا نے اپنے افکار نگاری کی شاعت کے لئے ایران کے اطراف و اکناف میں پھیلا دیا

علمائے ایران بلکہ جملہ علمائے اسلام نے اس کی تکفیر کی اور قتل کا فتویٰ دیا۔ تبریز و اصفہان کے علماء نے اس سے مناظرے کر کے خوب لاجواب کیا۔ اسے چند آیات کی تفسیر کرنے کو کہا گیا تاہم وہ تفسیر تو کجا ترجمہ بھی نہ کر سکا۔ سورۃ کوثر کی تفسیر تک بیان نہ ہو سکی۔ اس کی بجائے علماء کے سامنے اپنی 'کرامت' بیان کی کہ میں ابھی یہ خطبہ پڑھتا ہوں اتنا کہہ کر پڑھنے لگا۔ الحمد للہ الذی خلق السموات والارض (اس نے ت کو مفتوح اور ض کو مجرور پڑھا حالانکہ صحیح اس کے برعکس ہے) یہ سن کر حاضرین خوب ہنسے۔ تبریز میں اسے خوب مار پڑی۔ وہاں اس نے تقیہ سے کام لے کر توبہ کی تاہم اس کو قلعہ چہریق بھیج دیا گیا۔ (مذاہب اسلام بحوالہ ناسخ التواریخ)

اس کے گستاخ پیروکاروں نے حکومت وقت سے بغاوت کی اور اسے آزاد کرا لیا اور موضع ورزدہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر ایک قلعہ تعمیر کر کے پناہ گزین ہو گئے۔ کچھ عرصہ ارد گرد کے دیہات میں لوٹ مار مچاتے اور لوگوں کا قتل عام کرتے رہے۔ وا شہزادوں سلطان حسین مرزا، وعدہ فتح علی شاہ وردادو مرزا کوشش کر کے بے رحمی سے ان کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔ (تفصیل کے لئے نقطۃ الکاف نیز تلبیس ص ۱۸۸) ناحق قتل و غارت کرنا بابیوں کے نزدیک معنی نہیں رکھتا۔ بقول براؤن

"بابی ہر اس شخص کو جو باب پر ایمان نہ لائے ناپاک سمجھتے تھے اور اس کے قتل کو واجب خیال کرتے تھے۔ (مقدمہ نقطۃ الکاف)

ناصر الدین شاہ والی ایران نے فوج کشی کر کے اسے گرفتار کر لیا۔ ۲۸ شعبان ۱۲۶۶ھ اسکے قتل کا دن منتخب ہوا۔ اس نے بھاگنے کی کوشش کی تاہم گرفتار کر کے پھانسی کرنے کے بعد گولی مار دی گئی۔

(مذاہب اسلام ص ۲۵۲ بحوالہ ناسخ التواریخ)

بہاء اللہ و عصر جدید ص ۳۲ کے مطابق ۳۱ سال کی عمر میں مجھے

سکھوں مارا گیا۔ اور یوں شقاوت وضلالت کا ایک سیاہ باب ختم ہو گیا۔

تحریفات ۔ مرزا نے دین اسلام کے منور و درخشاں چہرے کی تابانی کو دھندلانے کے لئے بے شمار تحریفات کیں تاہم نمونے کے طور پر چند ملاحظہ ہوں۔

الفاظ	باطنی مفہوم
توحید ذات	ذات مقدس حضرت نقطۂ وجود (باب) کی وحدانیت اور فردانیت کا اقرار
توحید صفات	حضرت حق کے جمیع اسماء وصفات کا مظہر حضرت نقطہ (باب) ہے۔ یعنی اس کی مشیت تمام مشیتوں سے بڑھ کر اور اس کا ارادہ عین اللہ کا ارادہ اس کی رضا اللہ کی رضا اس کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔
توحید افعال	آنجناب (علی محمد باب) کا فعل اللہ کا فعل ہے۔ کسی کے لئے اس بات کی گنجائش نہیں کہ اس کے فعل میں چون وچرا کر سکے
توحید عبادت	اس سرور (باب) کی محبت ومعبودیت
زکوۃ	یوم قیام میں خدائے برتر کی مالکیت کا اقرار کرنا۔
روزہ	ان امور سے احتراز کرنا جو آنحضرت کی مرضی کے خلاف ہوں۔
حج	خدائے برتر کی مشیت، ارادہ، قضاء، قدر کے اردگرد پھرنا۔
بیت اللہ	حضرت نقطہ (باب) کا دل
زمزم	رسول اللہ (ﷺ)
صفا	شاہ ولایت
مشعر	حضرت فاطمہ زہرا (رضی اللہ عنہا)
منیٰ	حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(نقطۃ الکاف ص ۱۵۱-۱۴۸)

مرزا یوم آخرت اور دخول جنت وجہنم کے اسلامی تصور کو وہم سے تعبیر قرار دیتا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ روز آخرت سے مراد ایک نئی روحانی زندگی ہے۔ قیامت سے مراد آفتاب حقیقت کا تازہ ظہور ہے۔ مردوں سے زندہ کرنے کا مطلب، فقور جہالت وغفلت ونفسانیت میں مرے ہوؤں کو روحانی زندگی عطا کرنا ہے۔ بہشت سے مراد خدا کو جیسا کہ وہ اپنے ظہور کے ذریعے ظاہر ہوگا پہچانے اور اس سے محبت کرنے کی خوشی ہے، جس کے سبب ہر شخص حسب استعداد کمالات حاصل کرتا ہے وہ مرنے کے بعد خدا کی بادشاہت اور ہمیشگی کی زندگی میں داخل ہوتا ہے۔ دوزخ سے مراد خدا کے عرفان سے محروم رہنا اور اس طرح خدائی کمالات حاصل نہ کر سکنا اور فضل ابدی کو کھو بیٹھنا ہے۔ (بہاء اللہ اور عصر جدید بحوالہ نقطۃ الکاف)

یوں مرزا اور اس کے بعد اس کے معتقدین بالخصوص مرزا جانی بابی نے متعدد قرآنی آیات کا مصداق مرزا کی ذات کو ٹھہرایا مثلاً آیت کریمہ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ کا اصل مفہوم تو یہ ہے یعنی آخری دور میں حضور خاتم النبیین ﷺ آپ کے جانشین امت اس زمین پر غالب آئے گی۔ لیکن مرزا جانی کاشانی کی تفسیر دیکھئے

"ہم نے زبور میں لکھ دیا تھا کہ ذکر یعنی علی محمد باب کے ظہور کے بعد میرے نیک بندے زمین کے مالک ہوں گے، اور اگر ذکر سے مراد قرآن لیا جائے تو بھی ظاہر ہے کہ قرآن کے بعد کتاب بیان ہے جس کے حامل حضرت ذکر (علی محمد باب) ہیں۔ رہا سلطنت الٰہی کا ظہور سو عرض ہے کہ سلطنت الٰہی نے دلوں کی سرزمین میں تجلی فرمائی ہے۔ اسی کائنات قلب و روح میں ایسے ایسے پاکباز لوگ پیدا ہوئے ہیں کہ چشم روزگار نے اس سے پیشتر کبھی نہ دیکھے تھے اور مقرر ہے کہ سلطنت ظاہری بھی ان حضرات کو بہم پہنچے گی۔ گو ہزار سال کی مدت ہی کیوں نہ گزر جائے۔ پس اس آیت کا جزئی مصداق تو جناب محمد رسول اللہ (ﷺ) ہیں اور کلی طور پر حضرت قائم (علی محمد باب) ہیں اور سچ پوچھو تو حضرت قائم علیہ السلام کا ظہور بھی محمد علیہ السلام ہی کی رجعت ہے۔ عارف باللہ اور عہد مصنف کے لئے سارا قرآن حضرت قائم کی عظمت شان کی باطنی تعبیر ہے۔ (نقطۃ الکاف ص ۲۷۳-۲۷۲)

بیان مرزا نے فارسی زبان میں ایک کتاب لکھی جسے بیان کا نام دیا۔ اسے وہ آسمانی والہامی کتاب قرار دیتا تھا۔ وہ خود اور اس کے پیروکار اسے

قرآن کی ناسخ کہتے ہیں جیسا کہ پروفیسر براؤن کہتا ہے کہ باب اپنے مذہب کو ناسخ دین اسلام اور بیان کو ناسخ قرآن سمجھتا تھا۔

استعمار کا ایجنٹ: گزشتہ ڈیڑھ دو صد سالہ عرصہ میں جن بدبختوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے ان میں ایک بات مشترک تھی اور وہ یہ کہ سب کے سب استعماری طاقتوں کے آلۂ کار تھے۔ مرزا قادیانی، مرزا علی محمد باب اور مرزا حسین علی مازندرانی یہ سب انگریزوں اور دیگر باطل قوتوں کی تعریف و توصیف بیان کرتے تھے اور مسلمانوں کے تنزل اور اسلام کو پسپا کرنے کے ناپاک منصوبوں میں حصہ دار تھے۔ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ اس نے حکومت برطانیہ کی تعریف میں اتنی کتب لکھی ہیں کہ ان سے ایک الماری بھر جاتی ہے اس لئے انگریزوں کو بھی میرا خیال رکھنا چاہیے

مرزا علی محمد باب اور مرزا حسین علی بھی ایسے لوگوں کی تعریفیں کرتے اور بوقت ضرورت انسے مدد لیتے تھے۔ اگر کسی اسلامی حکومت نے ان کے خلاف کوئی بھی کارروائی کی تو یہ اپنے فرنگی آقاؤں سے التجائیں کرتے اور امداد کے خواہاں ہوتے تھے۔

چنانچہ ملا کاشانی لکھتا ہے

'ملا محمد علی زنجانی السعب تجہ نے غیر ملکی سفیروں سے رابطہ کیا' انکے وزراء کو خط لکھے تو انہوں نے ایرانی حکومت کو بابیوں کے خلاف کارروائی کرنے سے روکا اور محمد علی نے ایرانی بادشاہ کو بابیوں کے خلاف کارروائی کرنے پر سخت زجر و توبیخ کی۔ (نقطۃ الکاف ص ۲۳۲،۲۳۳)

بابی بیرونی طاقتوں سے اسلحہ اور سکے، استعمال کی تربیت بھی حاصل کرتے رہے تاکہ مسلمانوں سے لڑ سکیں۔ (مطالع الانوار زرندی البہائی ص ۱۶۸)

جب مسلمانوں میں انہیں مطلوبہ فتوحات نہ مل سکیں تو انہوں نے دیگر مذاہب میں اپنے مذہب کا پرچار شروع کر دیا۔ ان کا سب سے بڑا مرکز لندن میں ہے جہاں بڑے بڑے پروگرام ترتیب دیئے جاتے ہیں لٹریچر تیار ہوتا ہے اور اس کی بڑے ... پیمانے پر اشاعت ہوتی ہے۔ ان کا ہیڈکوارٹر شکاگو میں ہے۔ ترکستان میں بھی تبلیغی مراکز قائم ہیں۔

مرزا کا اخلاق: عموماً لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ماہرین فن دشنام گوئی میں مرزا قادیانی کا شمار اول نمبر پر ہوتا ہے ان کی یہ سوچ بجا ہے تاہم اس صف میں اگر مرزا علی محمد اور مرزا حسین علی کو بھی شامل کر لیا جائے اور فرسٹ پوزیشن کے حقدار کا فیصلہ کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ کام خاصہ دشوار ثابت ہوگا کیونکہ یہ سب 'ایک سے بڑھ کر ایک' تھے۔ بہر حال یہاں مرزا باب کی خلقی حالت پر بات کرنا مقصود ہے۔ اس کے 'اخلاق رذیلہ' کے چند نمونے نقطۃ الکاف سے جو اس کے ممتاز ترین مرید ملا کاشانی کی تصنیف ہے ملاحظہ فرمایئے

ایک دن ملکو کا بہت بڑا عالم باب کے پاس آیا اور چند باتیں دریافت کیں۔ سوالات کے دوران اس کے منہ سے کوئی ایسا لفظ نکل گیا' جسے باب نے سوء ادب پر محمول کیا۔ بس پھر کیا تھا' باب نے آپے سے باہر ہو کر عصا اٹھالیا اور اس کو بے تحاشا پیٹنا شروع کر دیا' (حالانکہ اس عمل کے دوران زبان بھی بے حرکت نہیں تھی) یہاں تک کہ عصا اس کے جسم پر ٹوٹ گیا۔ اس کے بعد آقا سید حسین عزیز کو جو ہر وقت حضور میں حاضر رہتا تھا حکم دیا کہ اس کتے کو مجلس سے نکال دو۔ وہ عالم مجلس سے نکال دیا گیا حالانکہ وہ بہت بڑا اور راسخ مجتہد تھا۔ (نقطۃ الکاف۔ ص ۱۳۲،۱۳۱)

یونہی ایک مرتبہ جب باب کے فتنے سے تنگ آکر حکام بالا نے قلعہ چہریق بھیجا' اور وہ ماکو سے روانہ ہونے لگے وقت سوار ہوا تو علی خان حاکم ماکو معذرت کرنے لگا کہ میری حقیقی خوشی اس میں تھی کہ آپ یہیں رہتے لیکن بعض مجبوریوں کے سبب آپ کو یہاں سے منتقل کرنا پڑا۔ باب نے جوشاہکار جواب دیا' وہ یہ تھا

'اے ملعون! کیوں جھوٹ بکتا ہے؟ خود ہی لکھ بھیجا ہے اور خود ہی عذر کرتا ہے' (ص ۳۳)

اور سنئے'

اصفہان کا گورنر معتمد الدولہ جو باب کا معتقد تھا اور وہ مرزا کی برتری ثابت کرنے کے لئے چند علماء سے اس کا مناظرہ کرایا۔ ایک عالم کے سوالات سے عاجز ہو کر گورنر کی شہ پر جو رویہ اس نے اختیار کیا' وہ کسی بھی صورت مدعی نبوت کے شایان شان نہیں تھا۔

اس نے کہا'

"یہ ایسی باتیں ہیں جن میں تیری عقل کچھ بھی کارگر نہیں ہو سکتی پس بجائے اس کے کہ فضول گو اس کرے تو اپنی جا پر خاموش بیٹھا رہ"۔ (مذاہب الاسلام۔ ص ۲۳۰)

یہ طرز تکلم ہرگز سچے نبی کا نہیں ہو سکتا۔ نبی تو ہر کمال کی طرح سے انداز فکر اور طرز بیان میں بھی لاجواب و بے مثال ہوتا ہے۔ لوگ اس کی محض زبان کی مٹھاس سے متاثر ہو کر ان کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔

یہاں مرزا کی عیاری و مکاری کا ایک واقعہ بھی سن لیجیے

مرزا کو جب چیری تق سے تحریر مجلس علماء کے سامنے لایا گیا تو اس سے کہا گیا کہ اگر تم اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہو تو دعا کرو کہ کوئی آیت نازل ہو۔ اس نے فوراً سورۂ نور کی ایک آیت کا کچھ ٹکڑا اور سورۂ ملک کی ایک آیت کے ٹکڑے سے ملا کر پڑھ دیا۔ اس کے کلمات لکھوائے گئے۔ اس سے پوچھا گیا کہ کیا یہ وحی آسمانی ہے؟ بولا جی ہاں۔ کہا گیا کہ وحی مہدی کے دل سے فراموش نہیں ہوتی۔ اگر فی الواقع یہ وحی ہے تو ذرا دوبارہ پڑھ دو۔ جب اس نے دوبارہ پڑھا تو الفاظ میں رد و بدل ہو گیا۔ اسے کہا گیا 'یہ تمہارے جھوٹ اور جعل کی بین دلیل ہے۔

(مذاہب الاسلام ص ۲۳۶)

یہاں ہم نے مرزے کی محض چند صفات 'یعنی تیغ کلامی' گھٹیا طرز تکلم' عیاری و مکاری وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ باقی عادات و خصائل بھی اسی نوعیت کے تھے۔ مثلاً مرزا نے کبھی حج نہیں کیا۔ مقدمہ الکاف میں اس کا قول درج ہے کہ میں امی ہوں (امی سے اس کی مراد ان پڑھ تھی)۔ اس کا کہنا تھا کہ میں کسی سے نہیں پڑھا بلکہ جو کہتا ہوں اور جانتا ہوں وحی کے ذریعے جانتا اور کہتا ہوں۔ اس کے اس جھوٹ کا پول تب کھلا جب اس کے بیٹے نے بتایا کہ میرے باپ نے باقاعدہ تعلیم حاصل کی تھی۔ نیز اس کی اکثر کتابوں میں پرانی کتب کے سرقات ملتے ہیں۔ حج کرنا انبیاء کا ایک امتیازی وصف ہے اور مرزا باقی اوصاف کی طرح نبیوں کے اس وصف سے بھی خالی تھا۔

پیشین گوئیاں: مرزے نے سب سے پہلے یہ پیشین گوئی کی کہ امام مہدی آنے والے ہیں اور وہ ان کے نفس کا ذریعہ ان کے فیوض کا واسطہ اور ان کا مظہر ہے۔ تاہم بعد میں خود مستقل مہدی ہونے کا اعلان کر کے اپنی پہلی پیشین گوئی کے جھوٹا ہونے پر مہر ثبت کر دی۔ مرزے کی تمام پیشین گوئیوں کا یہی حال ہے۔ اس سے پہلے جتنے جھوٹے نبی گزرے' ان سے جب کہا گیا کہ سچے انبیاء کرام کی یہ شان تھی کہ آنے والے وقت کے حوالے سے پیشین گوئیاں کرتے تھے' جو حرف بحرف سچ ثابت ہوتی تھیں اور ان کی حقانیت کی دلیل بنتی تھیں لہٰذا تم بھی سچے ہو تو ایسا کر کے دکھاؤ۔ تب وہ بے سروپا اور بے پرکی اڑانے لگے۔ جبکہ صورتحال یہ ہے کہ عقیدہ رسالت کے حوالے سے خدا اتنا غیرت مند ہے کہ ان کی ہر بات باطل کر دیتا اور لوگ بآسانی ان کی کذب بیانی کا ادراک کر لیتے۔ مثلاً یہی دیکھ لیجئے کہ باب نے جوش خطابت میں یہاں تک کہہ دیا' جو اس کی کتب میں درج ہے کہ عنقریب سارے ایران کا مذہب بابی ہو جائے گا۔ حالانکہ ڈیڑھ سو سال کی وسیع مدت گزر چکی ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ سارے ایران' میں بابیت کی تحریک خاک چاٹنے کے بعد اب امریکہ' یورپ اور ایک دو اور ممالک میں گنتی کے چند افراد تک محدود کر دیا گیا ہے اور امید واثق یہ نظر آتی ہے کہ عنقریب یہ مذہب دیگر بے شمار باطل مذاہب کی طرح اپنی موت آپ مر جائے گا۔ (انشاء اللہ العزیز)

یہی حال مرزے کی دیگر پیشین گوئیوں کا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ من یظہرہ اللہ ۱۵۱۱ھ کے (فوراً) بعد آئے گا (البیان والبرھان) اور کہیں یہ کہ من یظہرہ اللہ اور میرے درمیان وقفہ اتنا ہو گا جتنا عیسیٰ علیہ السلام اور جناب محمد ﷺ کے درمیان تھا (برھان۔ مقدمہ الکاف)۔ یہ دونوں اقوال ایک دوسرے کے متضاد ہیں اگر وہ اپنی بات میں سچا ہوتا تو ایک بات کرتا جبکہ پہلا قول تو یوں بھی جھوٹا ثابت کہ یہ مدت گزر چکی اور تا حال من یظہرہ اللہ نامی چیز کا کوئی اتہ پتہ نہیں۔

☆.....☆.....☆

قادیانی نواز ...... اسلام کا موذی دشمن!

فاتح مرزائیت
محمد طاہر عبدالرزاق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتنہ قادیانیت عہد رواں میں اسلام کے خلاف سب سے بڑا فتنہ ہے۔ اس فتنہ نے جسد اسلام پر اپنے نوکیلے پنجوں سے اتنے زخم لگائے ہیں کہ جسم اسلام زخمی زخمی اور لہولہو ہے۔ آج بھی اس فتنہ نے اسلام کے سینہ کو اپنا تختہ مشق بنا رکھا ہے اور ارتدادی تیروں کی بارش جاری ہے۔

گزشتہ ایک صدی سے امت مسلمہ نے اپنے آقا و مولا جناب رسول عربی ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف اٹھنے والے اس فتنہ سے بڑی جاندار لڑائی لڑی ہے۔ اس سلسلہ میں کبھی بھی کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ امت کے بہترین علماء نے اپنا علم اس فتنہ کے خلاف وقف کر دیا اور دلائل و براہین سے اس سازش کے پرخچے اڑا دیئے۔ خطیبوں نے اپنی خطابتوں سے اس فتنے کو طشت ازبام کیا اور اپنی شعلہ نوائیوں سے مرزائیت کے خرمن میں آگ لگا دی۔ ادیبوں نے نوک قلم سے قادیانیت کے چہرے پر چڑھے ہوئے منافقت و عیاری کے دبیز پردے تار تار کر دیئے۔ شاعروں نے اپنے رزمیہ کلام سے ملت کے خون میں بجلیاں دوڑا دیں اور ملت کو قادیانیت کے خلاف صف آراء کیا۔ لاکھوں عاشقان ختم نبوت نے جیلوں کی اذیتیں برداشت کیں۔ گھبرو جوانوں نے اپنے سینے گولیاں اگلتی مشین گنوں کے سامنے رکھ دیئے اور سڑکوں پر اپنی جوانی کے گرم خون کا چھڑکاؤ کر دیا۔ بوڑھوں نے اپنی خمیدہ کمروں پر ظالم پولیس کی لاٹھیوں کی برسات سہی۔ ماؤں نے اپنے لاڈلے بیٹوں کو اپنے ہاتھوں سے پھول پہنا کر انہیں سوئے مقتل روانہ کیا..... بچوں نے گلیوں بازاروں میں ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے لیکن افسوس صد افسوس کہ اتنی جدوجہد اور اتنی قربانیوں کے باوجود قادیانیت اپنے منطقی انجام تک نہیں پہنچی۔ قادیانی سانپ زخمی تو ضرور ہوا ہے، لیکن موت کے گھاٹ نہیں اترا.....۱۹۷۴ء کے قومی اسمبلی کے فیصلہ اور ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس نے قادیانیت کے نجس وجود کے دست و بازو تو کاٹے ہیں لیکن ابھی شہ رگ کٹنا ہے۔

دوستو آؤ فکر کے اعتکاف میں بیٹھتے ہیں اور بھرپور غور کرتے ہیں کہ ایک صدی کی گھمسان کی لڑائی لڑنے کے باوجود بھی قادیانیت موت کے غار میں کیوں نہیں اتری؟

اس کی وجوہات کیا ہیں؟

اس کے اسباب کیا ہیں؟

اس کے محرکات کیا ہیں؟

اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے... اس کا صرف ایک ہی سبب ہے۔ اور وہ ہے قادیانی نواز ٹولہ... جس نے اسلام کو قادیانیوں سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ ملت کے وجود پر ان کے لگائے ہوئے چرکوں کی تعداد قادیانیت کے چرکوں سے زیادہ ہے۔

کفر کے بادشاہوں نے جب عربوں کے سینے پر اسرائیل کا اکھاڑہ رکھا تو پھر اس اسرائیل کی حفاظت بھی خوب کی۔ اسے زندگی کے تمام وسائل مہیا کیے۔ اسے جدید اسلحہ سے لیس کیا۔ آج وہ اسرائیل عربوں کے سینے پہ مونگ دل رہا ہے، مسلمانوں کا گوشت کھا رہا ہے، خون پی رہا ہے۔ اور فضا میں خونی قہقہے لگا کر بدمست ہو رہا

ہے۔ ... یہ ساری انسانیت سوز کاروائیاں کفر کے بادشاہ اپنی زیر سرپرستی کروا رہے ہیں۔

اسی طرح جب کفر کے بادشاہوں نے ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کیلئے، جذبہ جہاد سے تہی دامن کرنے کیلئے اور ان کے بدن سے روح محمد ﷺ نکالنے کیلئے قادیانیت کا خنجر گھونپا تو پھر قادیانیت کی خوب پرورش کی۔ نوازشات کی موسلا دھار بارش برسا کر دولت کے انبار لگا دیئے ... اپنی سنگینوں کے سائے تلے اسے پروان چڑھایا، اپنی سرپرستی کی چھتری اس کے سر پر رکھی۔ اس کی حفاظت کیلئے تمام وسائل میدان میں جھونک دیئے۔

آج بھی جب کبھی پاکستان میں قادیانیت کا مسئلہ اٹھتا ہے اور مسلمان قادیانیت کی گرفت کرتے ہیں تو قادیانیوں کی حمایت میں بہت سی زبانیں حرکت میں آ جاتی ہیں۔ بہت سے قلم متحرک ہو جاتے ہیں۔ کوئی انسانی حقوق کا رونا روتا ہے، کوئی اقلیتوں کا راگ الاپتا ہے، کوئی پاکستانیت کے نام پہ دہائی دیتا ہے، کوئی برادری کی وجہ سے قادیانیوں کی حمایت کرتا ہے، کوئی دوستی کے ناطے قادیانیوں سے ہمدردی کرتا ہے، کوئی ہمسائیگی کی وجہ سے قادیانیوں کی مجبوری میں کام کرتا ہے اور کوئی وکیل چند ٹکوں کے عوض عدالت میں قادیانیوں کی وکالت کرتا ہے۔

☆ قادیانی نواز کا وجود وہ وجود ہے، جس کے سہارے قادیانیت کا وجود کھڑا ہے۔

☆ قادیانی نواز! قادیانی کے پاؤں ہیں، جن کے سہارے قادیانی مسلم معاشرے میں چلتا پھرتا ہے۔

☆ قادیانی نواز! قادیانی کی زبان ہے، جس سے قادیانی بولتا ہے۔

☆ قادیانی نواز، قادیانی کی آنکھیں ہیں، جن سے وہ مسلمانوں کو گھورتا ہے۔

☆ قادیانی نواز، قادیانی کے دست و بازو ہیں، جن سے وہ اسلام کی تخریب کا کام کرتا ہے۔

☆ قادیانی نواز! قادیانیت کی رگوں میں دوڑنے والا خون ہے، جس سے قادیانیت کے نجس وجود میں زندگی کی رمق باقی ہے۔

☆ ..... قادیانی نواز! قادیانیت کے جسم میں روح ہے، جس سے قادیانیت زندہ ہے۔

☆ قادیانی نواز! قادیانیوں کے ہاتھوں میں وہ سفاک خنجر ہے، جس سے قادیانی اسلام پر حملہ آور ہیں۔

☆ قادیانی نواز! قادیانیوں کیلئے ڈھال ہے، جس سے وہ اپنا دفاع کرتے ہیں۔

☆ قادیانی نواز، قادیانیت کیلئے مورچہ ہے، جس میں بیٹھ کر قادیانی مسلمانوں پر حملہ کرتے ہیں۔

☆ قادیانی نواز! قادیانیوں کیلئے قلعہ ہے، جس کی فصیل پہ چڑھ کر قادیانی مسلمانوں پر سنگ باری کرتے ہیں۔

☆ قادیانی نواز! قادیانیوں کیلئے زرہ ہے، جسے پہن کر قادیانی اسلام سے لڑتے ہیں۔

☆ قادیانی نواز! قادیانی گدھوں کے پر ہیں، جن کے سہارے یہ گدھیں مسلمانوں کے سروں پر منڈلاتی رہتی ہیں۔

☆ قادیانی نواز! قادیانیوں کیلئے اس مادہ کنگرو کی طرح ہیں، جس کے بچے جنگل میں ادھر اُدھر شرارتوں میں مصروف ہوتے ہیں اور جونہی کوئی خطرہ محسوس کرتے ہیں، فوراً بھاگ کر ماں کے پاس آ جاتے ہیں اور ماں کے وجود سے لگے ہوئے تھیلے میں چھپ جاتے ہیں اور پھر خطرہ دور ہو جانے پر باہر نکل کر اپنی شرارتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

☆ قادیانی نواز اس بدقماش ڈیرہ دار کی طرح ہیں، جہاں مجرم جرم کرنے کے بعد پناہ حاصل کر لیتے ہیں اور اگر کبھی کبھار پولیس کسی مجرم کو پکڑے تو وہ ڈیرہ دار فوراً جا کر مجرم کو اپنے اثر و رسوخ سے پولیس سے چھڑوا لاتا ہے۔

☆ قادیانی نواز وکیل اور ظالم مجرم ہے جو چند ٹکوں کی خاطر عدالت میں کھڑا ہو کر قادیانی مجرم کی حمایت میں منہ بنا بنا کر دلائل دیتا ہے۔ کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے کہ قیامت کے دن قادیانی کی حمایت کرنے والا وکیل مرزا قادیانی کے کیمپ میں ہوگا اور مسلمانوں کی حمایت کرنے والا وکیل حضور نبی کریم ﷺ کے کیمپ میں ہوگا۔ سوال اٹھتا ہے کہ قادیانی نواز کون ہیں؟

جواباً عرض ہے

☆ جو زبان قادیانیوں سے میٹھی میٹھی باتیں کرتی ہے، وہ زبان

قادیانی نواز ہے۔

☆ جو ہاتھ قادیانی سے مصافحہ کرتے ہیں، وہ ہاتھ قادیانی نواز ہیں
☆ جو بازو قادیانی سے بغلگیر ہوتے ہیں، وہ بازو قادیانی نواز ہے،
☆ جو قدم قادیانی کے گھر جاتے ہیں، وہ قادیانی نواز ہے۔
☆ جو شخص قادیانیوں کے ساتھ کھاتا پیتا ہے، وہ قادیانی نواز ہے۔
☆ جس شخص کے گھر شادی غمی کے موقعوں پر قادیانی آتے ہیں، وہ شخص قادیانی نواز ہے۔
☆ جو افراد قادیانیوں کی مصنوعات خریدتے ہیں، وہ قادیانی نواز ہیں،
☆ جو شخص قادیانیوں کو تعلیم دیتا ہے، وہ قادیانی نواز ہے۔
☆ جو شخص قادیانیوں کی دکان سے سودا سلف خریدتا ہے، وہ قادیانی نواز ہے۔
☆ جو شخص قادیانی کو اپنے ہاں ملازم رکھتا ہے، وہ شخص قادیانی نواز ہے۔
☆ جو شخص قادیانیوں کو مظلوم قرار دیتا ہے، وہ قادیانی نواز ہے۔
☆ اور جو شخص حق و باطل کی اس جنگ میں خاموش رہتا ہے، وہ بھی قادیانی نواز ہے۔

آیئے اس آئینہ میں دیکھیں!!!

کہیں میں قادیانی نواز تو نہیں؟
کہیں آپ قادیانی نواز تو نہیں؟
کہیں ہمارے والد صاحب قادیانی نواز تو نہیں؟
کہیں ہماری والدہ صاحبہ قادیانی نواز تو نہیں؟
کہیں ہمارے بھائی اور بہنیں قادیانی نواز تو نہیں؟
کہیں ہمارا کوئی عزیز یا دوست قادیانی تو نہیں؟

خدارا! خود بھی اس ملعون کام سے رکیے اور دوسروں کو بھی اس دینی بے غیرتی سے روکیے۔ قادیانی سے دوستی اللہ کے عذاب کو للکارنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے بے وفائی کرنا ہے اور آپ ﷺ کی نظر رحمت سے محروم ہونا ہے۔

صاحبو! آج اگر برادری کا جرگہ بلایا جائے اور برادری کے بڑے یہ فیصلہ کریں کہ آج سے برادری کا کوئی فرد قادیانی سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھے گا اور ساری برادری قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کرے گی۔

☆ آج اگر محلے کے لوگ یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم قادیانی دکاندار سے سودا سلف نہیں لیں گے۔
☆ آج اگر کسی مارکیٹ کے تاجر یہ فیصلہ کریں کہ ہم کسی قادیانی تاجر کو بھی ایسوسی ایشن کا ممبر نہیں بنائیں گے اور زندگی کی ہر سطح پر ان کا بائیکاٹ کریں گے۔
☆ آج اگر کسی دفتر کے ملازمین اپنی میٹنگ بلا کر یہ فیصلہ کریں کہ ہم اپنے دفتر میں ملازم ہر قادیانی کا مکمل بائیکاٹ کریں گے۔
☆ آج اگر کسی سکول، کالج یا یونیورسٹی کے طلباء یہ فیصلہ کریں کہ ہم قادیانی طلباء کا ہر طرح سے مقاطعہ کریں گے۔
☆ آپ دیکھیں گے کہ قادیانیت صرف چند ہفتوں میں دم توڑ جائے گی۔ ہزاروں قادیانیوں کو بے جرم کا احساس ہوگا اور یہ احساس انہیں حقیقت پر سوچنے پر مجبور کرے گا اور انشاء اللہ ہزاروں قادیانی قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام کے دامن میں آ بسیں گے اور جو بدبخت رہ جائیں گے، وہ پاکستان چھوڑ کر کسی اور ملک میں بسنے کیلئے بوریا بستر باندھیں گے۔

دوستو! مندرجہ بالا صورت حال سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ قادیانیت ہماری بے غیرتی اور بے حسی کی وجہ سے زندہ ہے اور ہم خود ہی قادیانیت کو زندگی کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔

اے فرزندان اسلام! ایک شخص دیوار میں کیل ٹھونک رہا تھا۔ ہتھوڑے سے کیل پر زوردار ضربیں لگا رہا تھا۔ دیوار نے کیل سے کہا "اے کیل! تو کیوں میرے سینے کو پھاڑ رہا ہے؟"

"اے دیوار! مجھ سے کیوں شکوہ کر رہی ہے۔ شکوہ ہتھوڑے سے کر جو مجھ پر پے در پے ضربیں لگا کر تیرا سینہ پھاڑ رہا ہے" کیل نے جواب دیا۔

آج ہمارے معاشرے میں قادیانی نواز کا کردار "ہتھوڑے" کا ہے جو قصر اسلام میں چھید کرنے کیلئے قادیانی کیل سے پورا تعاون کر رہا ہے۔ اگر یہ "ہتھوڑا" کیل کا ساتھ چھوڑ دے تو یہ کیل کچھ بھی نہیں کر سکتا ہے۔

اے قادیانی نواز! بہت ظلم کر چکا......اب بس کر دے......
اللہ کا خوف کر رسول اللہ ﷺ سے حیا کر کتاب اللہ سے شرم کر اہل بیت رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پاس کر ملت اسلامیہ پر رحم کر آخرت کی اپنی پکڑ کی فکر کر عذاب قبر کا احساس کر اور اپنے ایمان کا ستیاناس نہ کر!!

خبرنامہ

آغا محمد شاہد

شیران اسلام کی دو تقریبیں

7 محرم الحرام (5 فروری) بروز اتوار شیران اسلام چک جھال کے زیر اہتمام اہل بیت مصطفیٰ ﷺ کی یاد میں ایک عظیم الشان محفل پاک کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں محبان اہل بیت نے انتہائی عقیدت واحترام اور پر خلوص انداز میں اہل بیت اطہار کی بارگاہ میں فضائل ومناقب کے حسین گلدستے پیش کیے۔ خصوصاً اسلام کی خاطر شہدائے کربلا کی بے مثال قربانیوں کو خراج عقیدت پیش کیا اور شہزادہ گلگوں قبا، راکب دوش مصطفیٰ، شہید دشت کرب وبلا سید الشہداء حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی عزیمت واستقلال اور صداقت کے نغمے الاپے گئے۔ علمائے کرام نے اپنے پر مغز بیانات میں ملت اسلامیہ کو جھنجوڑا اور اسوہ حسینی سے سبق سیکھنے کی تلقین کی۔ موجودہ دور میں اسلام کے خلاف ہونے والی عملی سازشوں کیلئے حسینی کردار کی ضرورت پر زور دیا۔

قوم کو اس بات سے آگاہ کیا گیا کہ ایک یزید پلید نے اسلام کی عزت وعظمت کو برباد کرنے کی کوشش کی تو نبی اکرم ﷺ کی آل پاک اور خصوصاً جگر گوشہ بتول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بہتر عزیز واقارب کو قربان کر کے اسلام کو ہمیشہ کیلئے زندہ کر دیا۔ لیکن آج دین محمدی ﷺ پر وہ وقت آگیا کہ ہر طرف سے یزیدی لشکر اسلام پر حملہ آور ہیں۔

لوگو! آج حضور ﷺ کا دین لٹ رہا ہے اسلام کراہ رہا ہے، لیکن ہمارے کان بہرے ہو چکے ہیں۔ اسلام کا جسد ناتواں چھلنی ہو چکا ہے اور ہم آنکھیں بند کیے یہ سب تماشا دیکھ رہے ہیں۔

خدارا اب جاگنے کا وقت آ چکا ہے۔ ورنہ اگر ہماری یہی صورت حال رہی تو حضور پاک ﷺ کا دامن رحمت ایک دن ہم سے اٹھ جائے گا۔ لوگو! اگر حضور ﷺ ناراض ہو گئے تو یاد رکھنا ہم گندی گلیوں کے ناپاک کیڑوں سے زیادہ بے وقعت ہو جائیں گے۔

مسلمانو! خواب غفلت سے بیدار ہو کر دیکھو! ڈنمارک کس طرح کھلے عام حضور ﷺ کی شان میں گستاخیاں کر رہا ہے۔ امریکہ ایک وقت سے ناموس رسالت پر حملہ آور ہے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے تو عظمت مصطفیٰ ﷺ کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا اور کیا ہم ان ظالموں کے لباس ووضع قطع کا بائیکاٹ نہیں کر سکتے۔ کیا ہم ان کے انگریزی لباس پینٹ شرٹ اور پاجامہ کو نذر آتش کر کے اپنے آقا علیہ السلام کو خوش نہیں کر سکتے۔ چہروں پہ سنت مصطفیٰ سجا کر دشمنان مصطفیٰ کے ناپاک سینوں میں آگ نہیں لگا سکتے۔

ایسا ہو سکتا ہے۔ اگر ہم آج سے ہی بیدار ہو جائیں تو یقیناً ایسا ہو سکتا ہے۔

درد دل سے نکلنے والی جب یہ آہیں لوگوں کے کانوں سے ٹکرائیں تو مغرب زدہ اذہان کو جھنجھوڑ گئیں۔ اگلی ہی صبح "چک نہالہ" کے نوجوانوں نے اپنے انگریزی لباسوں کو اکٹھا کر کے چوک میں نذر آتش کر دیا۔ اور یہ عہد کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آج کے بعد ہم آپ کے دشمنوں کے ناپاک لباسوں کو اپنے جسموں پر کبھی نہ پہنیں گے۔ اور پھر بالکل ایسے شیر دل نوجوان میدان میں آ گئے جنہوں نے اپنے چہروں پر سنت رسول ﷺ سجانے کا عہد کیا اور یہ ثابت کیا ہم اپنے آقا ﷺ کے امتی ہیں۔ لہذا ہم غیروں کی وضع قطع پر لعنت بھیجتے ہیں۔

داڑھی شریف رکھنے والے نوجوانوں کے نام

۱۔ محمد اشفاق ولد محمد یوسف (۲) محمد شہزاد ولد سلیمان (۳) عبد السلام ولد محمد سلیم (۴) محمد نوید ولد عبد المجید (۵) محمد آصف ولد برکت علی (۶) محمد اعظم علی ولد محمد ساجی (۷) محمد عمران ولد ارشاد علی (۸) محمد طارق ولد محمد شریف (۹) محمد تنویر ولد محمد بشیر (۱۰) محمد عارف ولد محمد شریف (۱۱) محمد فیصل ولد محمد سلیمان (۱۲) محمد زاہد ولد مراد علی (۱۳) محمد ظفر ولد محمد قاسم (۱۴) محمد طارق ولد محمد ہاشم (۱۵) محمد فریاد ولد ہاشم علی (۱۶) لیاقت علی ولد عبد المجید (۱۷) محمد شبیر ولد محمد یونس (۱۸) محمد اعظم ولد محمد علی (۱۹) محمد خالد ولد محمد سلیم (۲۰) محمد نوید اسلم ولد محمد سلیم (۲۱) محمد فریاد ولد سلیمان (۲۲) محمد سجاد ولد عنایت علی

24 فروری بروز جمعہ بعد از نماز عشاء تحریک شیران اسلام کی طرف سے چک نہالہ میں ایک شاندار پروگرام منعقد کیا گیا۔ جس میں امت مسلمہ کی زبوں حالی کے بارے قوم کو آگاہ کرتے ہوئے گستاخان رسول کی پر زور مذمت کی گئی شیران اسلام کے زیر اہتمام شکر گڑھ میں جو عظیم الشان جلوس نکالا گیا اسکو سراہا گیا مزید برآں اس پروگرام میں دیگر ارد گرد کے علاقوں کے نوجوانوں نے بھی شرکت کی اور شیران اسلام کے پلیٹ فارم پر عظمت ناموس مصطفیٰ کے تحفظ کیلئے کام کرنے کا عہد کیا اور ساتھ ہی نبی اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل پیرا ہونے کا عہد بھی کیا۔ انگریزی لباس اور ان کی دیگر مصنوعات کا بائیکاٹ کرتے ہوئے موضع ساہلی اور سرگالہ کے نوجوانوں نے اپنے چہروں پر سنت رسول ﷺ سجانے کا وعدہ کیا۔ ان نوجوانوں کے نام یہ ہیں۔

ساہلی: ۱۔ عبد الرزاق ولد نذیر احمد ۲۔ مبارک علی ولد محمد سیف ۳۔ محمد عارف ولد محمد قاسم ۴۔ محمد زاہد ولد محمد یوسف ۵۔ محمد شہباز ولد محمد اقبال ۶۔ عمران علی ولد محمد قاسم ۷۔ ناصر محمود ولد محمد ظفر ۸۔ محمد صدیق ولد اطہر دین۔

سرگالہ: ۱۔ محمد ندیم ولد رحمت علی ۲۔ محمد ناصر ولد محمد حلیم ۳۔ محمد جہانگیر ولد جان محمد ۴۔ محمد شہزاد ولد رحیم دین ۵۔ محمد نصیر ولد محمد صدیق ۶۔ محمد کبیر ولد حافظ روشن دین ۷۔ محمد رفیق ولد محمد حکیم۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - -

نقش لاثانی نگر شکر گڑھ کے نوجوانوں نے اسی عزم و حوصلہ کو اپنے سینوں میں سما کر اپنے اپنے انگریزی لباس نذر آتش کیے۔

ان افراد کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱: محمد ابرار سبحانی۔ محمد عمر۔ وقار احمد۔ راشد بخاری۔ محمد زاہد بخاری۔ محمد عابد۔ محمد عدنان۔ نعیم عنایت۔ علی رضا۔ محمد شہزاد۔ عبد الرحمٰن خاکی۔ محمد اکمل۔ وقار الحق۔ محمد جاوید۔ محمد آصف سلطان۔ محمد سعید۔ محمد آصف علی۔ آصف غلام نبی۔ کاشف۔ محمد زاہد۔ محمد عمران۔ اشفاق ظفر۔ محمد لقمان۔ محمد زاہد۔ اور ان کے علاوہ کچھ خوش نصیب نوجوانوں نے داڑھی رکھنے کا بھی عہد کیا۔

(رپورٹر: چوہدری محمد نعیم پرنسپل نقش لاثانی ماڈل سکول شکر گڑھ)

فرمان ذیشان واجب الاذعان اعلیحضرت مخزن خیر و برکت

حضور قبلہ عالم پیر سید کرامت علی حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم

زیب سجادہ شہنشاہ ولایت ثانی حضور محبوب ربانی علی پور سیداں شریف ضلع نارووال

چند روز قبل گوجرہ (ضلع دارالسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ) کے علماء کرام کی ایک تحریر

حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم القدسیہ کی خدمت بابرکت میں پیش کی گئی جس میں خصوصیت سے ۱: قاری نور احمد صاحب قادری مدظلہ (خطیب) ۲: قاری محمد خالد رضوی (خطیب) ۳: قاری شبیر احمد رضوی ۴: الحاج قاری اعجاز المصطفےٰ، ۵: قاری بابر اسد (سنی تحریک) نے گواہی دی ہے کہ افتخار عرف طاہر نچھا کو جسے احباب اہل سنت ایک نعت خواں کی حیثیت سے دعوت دیتے ہیں اور وہ عموماً 'ماں کی شان' جیسی نظم سناتا ہے۔ پکا رافضی ہے، حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم العالیہ نے سختی سے تاکید فرمادی ہے کہ اسے بلکہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین کے کسی جھوٹے محب کو سنی احباب قطعاً اپنی تقریبات میں دعوت نہ دیں۔

ممنون احمد (ایڈیٹر)

کیا منہاج القرآن یہی ہے؟

پروفیسر طاہر القادری کا اعلان ملاحظہ فرمایئے اور اس کی روشنی میں ان کے غلام، کاسہ لیس، مداح، جاں نثار بتائیں کہ کیا ہم آپ کو آئندہ ایسا ہی مومن سمجھیں جیسے یہودی یا عیسائی ہیں؟ اور اگر آپ کو اس پر اعتراض ہے تو آپ اس بدبخت کے گریبان پر ہاتھ کیوں نہیں ڈالتے جو ایک امت کو گمراہ کرنے کے درپے ہے۔

لاہور (سوشل رپورٹر) مسلم کرسچین ڈائیلاگ فورم کے چیئرمین ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کہا ہے کہ منہاج القرآن کی مسجد عیسائیوں کیلئے کھلی رہے گی۔ سیاسی محتاجی پہلے تھی نہ اب ہے۔ سیاست کو جوتے کی نوک پر ٹھکرا چکا ہوں۔ کرسمس اور عید میلاد النبی ﷺ ایک ہی طرح کی دن ہیں۔ ان ایام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور پاک ﷺ کی ولادت کی خوشی منائی جاتی ہے وہ گزشتہ روز منہاج القرآن میں کرسمس کے حوالے سے ہونے والی تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا اگر کوئی مسلمان تمام فرائض پر عمل پیرا ہو کر اگر حضرت یسوع مسیح کی نبوت اور رسالت کا انکار کر دے تو وہ کافر تصور ہوگا۔ میں نے منہاج القرآن کی مسجد کے دروازے مسیحیوں کیلئے سیاسی دور میں کھولے تھے۔ اس وقت کسی کے ذہن میں آسکتا تھا کہ یہ سیاسی ضرورت کے تحت کیا ہوگا۔ مگر آج جب میرا سیاسی دور نہیں ہے تو میں پھر مسجد کو مسیحیوں کیلئے کھلا رکھنے کا اعلان کرتا ہوں۔ یہودی مسلمان اور کرسچن ایمان والوں میں شامل ہوتے ہیں جو کسی آسمانی کتاب پر ایمان نہیں رکھتے وہ کافر ہیں۔ تقریب کے آغاز سے قبل تلاوت قرآن مجید کی گئی اور انجیل سے اقتباس پڑھا گیا۔ امن کی شمع روشن کرکے کرسمس کیک کاٹا گیا۔ اس موقع پر غزالہ حسن قادری ریورنڈ بشپ ڈاکٹر ایلنڈر یو فرانسس، ایم پی اے فیصل حیات جبوانہ، ایم این اے اکرم مسیح گل، پادری چمن سردار، زاہد انور، ڈاکٹر مرقس فدا اور ڈاکٹر سلیم مسیح نے بھی خطاب کیا۔ (روزنامہ خبریں ۲ جنوری ۲۰۰۶)


حضور شیر اسلام کی شہرہ آفاق تصانیف
الحمد للہ
توحید
اور محبوبان خدا کے کمالات
جلد اول و جلد دوم
شائع ہو گئی ہے
کے والدین
زندہ و مختار
پاؤں پلٹے
ہمارا نبی
میلاد مصطفیٰ
عقیدۂ توحید
عقیدۂ رسالت
کی حقانیت

Monthly Mujallah **AL-HAQIQA**
March 2006
Reg. No. C.P.L 590

سچ باھو

ہزاروں کانٹوں میں گھرا ہوا ہے پھول
پھر بھی کھلا ہوا ہے اور خوش مزاج ہے

جیوے مرشد میرا کامل باھو
قبر جنہاں دی جیوے ھو

حق باھو

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں
۲۷ واں سالانہ عظیم الشان

جشنِ باھو

محمد عبدالکریم
کی یاد میں تیسری سالانہ
محدث ابدالوی کانفرنس

پروگرام

صاحبزادہ سلطان عبدالرحمن
صاحبزادہ وحید سلطان

احمد رضا نورانی

۱۹ مارچ بروز اتوار

بعد نماز ظہر تا رات ایک بجے تک

امتیاز سلطانی
مشتاق احمد چشتی رضوی

شیخ طریقت مبلغ یورپ
حضرت علامہ صاحبزادہ الحاج
سجادہ نشین آستانہ عالیہ
حضرت محدث ابدالوی
خانقاہ ڈوگراں شریف
پیر محمد نور المصطفٰے رضوی
مد ظلہ العالی

ان کے علاوہ ملک کے نامور خطباء اور
نعت خواں حضرات شرکت کریں گے

جملہ اہل اسلام شرکت فرما کر
برکات دارین حاصل کریں

صاحبزادہ حافظ محمد آفتاب احمد سلطانی

دار العلوم تحادیہ سلطانیہ ... روڈ نواب چوک گجرات گوجرانوالہ پاکستان
0554-239047, 0320-5688364, 0300-7448908